عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۱ تا ۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۴۳

مغرب کی اسلام دشمنی

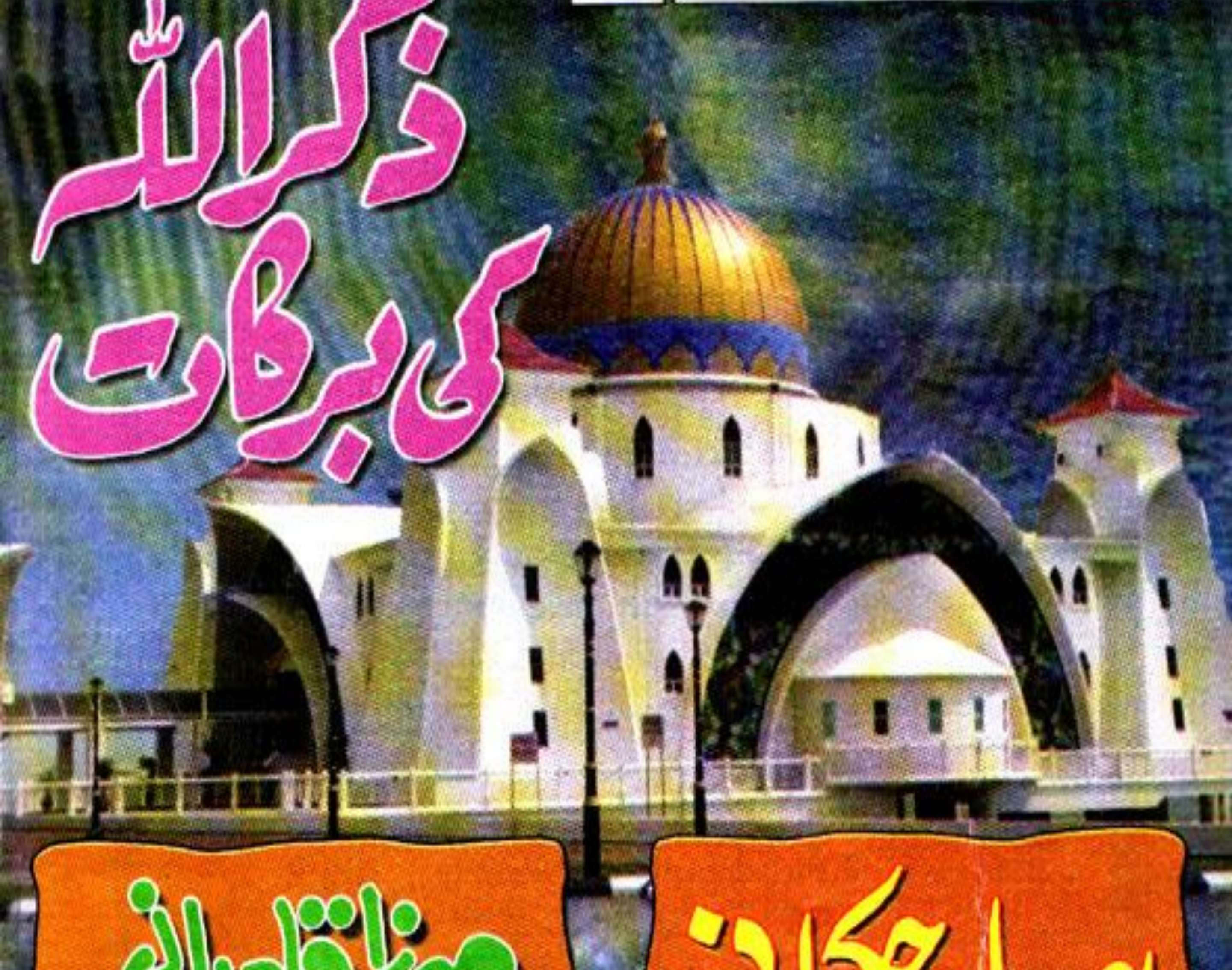

ذکر اللہ کی برکات

اصولِ حکمرانی

مرزا قادیانی کا معافی نامہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

حرمتِ رضاعت کا مسئلہ

آمنہ بی بی، نواب شاہ

س:...... میں سولہ سال پہلے اپنی بہن کے گھر سو رہی تھی، میرے پاس میری بیٹی اور میری بہن کا بیٹا دونوں سو رہے تھے۔ دونوں بچے روئے تو میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ میری بیٹی میری چھاتی سے دودھ پی رہی ہے اور وہ بچہ رو رہا تھا، مجھے شک ہے کہ میرے بھانجے نے بھی میری چھاتی کا دودھ پیا ہو، لیکن میرا غالب گمان یہ ہے کہ اس نے دودھ نہیں پیا، اب میری بہن کا کہنا ہے کہ آپ نے اس رات کی صبح تو کہا تھا کہ رات آپ کے بچے نے منہ لگایا تھا، لیکن مجھے یہ بات بالکل ہی یاد نہیں کہ میں نے اپنی بہن کو ایسا کہا ہو۔

میری بڑی بہن کا بیان: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس رات کی صبح میری چھوٹی بہن نے کہا تھا کہ رات بچے اٹھے اور روئے تو میری آنکھ کھلی، اس وقت کسی بچے نے میری چھاتی میں منہ لگایا ہوا تھا لائٹ بند ہونے کی وجہ سے پتہ نہیں چلا کہ دودھ کون پی رہا تھا، جب لائٹ جلا کر دیکھا تو دونوں بچے رو رہے تھے، اب پتہ نہیں لگا کہ وہ آپ کا بچہ تھا یا میری بچی تھی۔

کیا اب اس بچی کی چھوٹی بہن سے اس بچے کا رشتہ ہو سکتا ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں، نوازش ہوگی۔

ج:...... صورتِ مسئولہ میں چونکہ رضاعت یقینی نہیں ہے، اس لئے حرمتِ رضاعت کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور ان دونوں کا نکاح بھی درست ہوگا، مگر چونکہ شبہ موجود ہے، اس لئے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ورثا میں جائیداد کی تقسیم کیسے کی جائے؟

س:...... میرے دادا کا انتقال ۲۰۱۱ء میں ہوا، انہوں نے کچھ جائیدادیں چھوڑی ہیں، جن پر میرے چچا اور چچی کا قبضہ ہے، کچھ جائیداد انہوں نے جعل سازی سے فروخت کر دی ہے اور میرے والد کو اس میں سے حصہ نہیں دیا۔ دادا کے ورثا میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ پراپرٹی نمبر ۳ میرے پردادا نے خریدی تھی۔ پردادا کے سب وارثوں کو حصہ مل گیا تھا سوائے تین کے، ایک نے تو حصہ لینے سے منع کر دیا تھا۔ پردادا کے ورثا میں دو کو ورثہ نہیں ملا، یہ پلاٹ پردادا کا ہے۔

ج:...... صورتِ مسئولہ میں آپ کے دادا کے انتقال کے بعد ان کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو شرعاً دس حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جن میں سے دو دو حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کے اور ایک ایک حصہ مرحوم کی ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔

واضح رہے کہ اس تقسیم میں تمام ورثا ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے ایمانداری اور انصاف سے کام لیں، شریعت کے مطابق ہر ایک چیز میں ہر ایک وارث کا حصہ شامل ہے، اس لئے اگر کچھ ورثا دھوکا دہی سے کام لے کر بعض چیزوں کو چھپالیں اور فروخت کر دیں یا ناجائز قبضہ جما کر دوسرے ورثا کو ان کے حق سے محروم رکھیں تو وہ عنداللہ مجرم ہوں گے اور قیامت کے دن انہیں اپنے اس فعل کا حساب دینا پڑے گا اور بدلہ میں مظلوم کو اپنی مقبول نیکیاں دینا ہوں گی، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور سزا الگ سہنی ہوگی۔

۱:... ورثا نے جو اشیاء جو جائیداد آپ کے والد کی رضامندی یا علم کے بغیر فروخت کر دیں غلط کیا، مگر اب چونکہ وہ فروخت ہو چکی ہیں، اس لئے اس کی جو قیمت وصول ہوئی اس کو شرعی حصوں کے مطابق آپس میں تقسیم کیا جائے۔

۲:... عدالت نے جھگڑا نمٹانے کے لئے نیلامی کا حکم دے دیا ہے، اس لئے تمام ورثا کو چاہئے کہ وہ عدالت کا حکم مانتے ہوئے بخوشی و رضا پراپرٹی کی جو مالیت طے ہو جائے اسے قبول کرتے ہوئے شرعی حصوں کے مطابق آپس میں تقسیم کر لیں۔

۳:... جو پلاٹ آپ کے پردادا کا ہے وہ ان کے ان ورثا میں تقسیم ہوگا جنہیں اس وقت حصہ نہیں ملا تھا، لہٰذا اگر ان میں سے ایک وارث نے بخوشی اپنا حصہ لینے سے منع کر دیا ہے تو یہ پلاٹ بقیہ دو وارثوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
عالمی

جلد:۳۲ ۱۱ تا ۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء شمارہ:۴۳

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ہفت وار ضمیمہ شعبہ بند میرٹھ کی بابت ضروری عرض!	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مغرب کی اسلام دشمنی.....	۷	بریدہ احمد نعمانی
ذکر اللہ کی برکات	۹	ڈاکٹر نور احمد نور
اصولِ حکمرانی	۱۲	مولانا عبداللہ لدھیانوی
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر (۲)	۱۵	خطاب مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مرزا قادیانی کا معافی نامہ	۱۹	محمد طاہر رزاق
۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی فیصلہ!	۲۳	محمد فاروق قریشی
مولانا قاری رشید احمد نقشبندیؒ	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جہنم کے احوال

اہلِ ایمان کو دوزخ سے نکالنے کا حکم

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے ارشاد ہوگا:) اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں جو کے برابر خیر تھی۔ (یعنی ایمان تھا، چنانچہ ایسے تمام لوگوں کو نکال لیا جائے گا، پھر حکم ہوگا کہ:) ہر اس شخص کو نکال لو جو ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا قائل تھا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر خیر تھی۔ (پھر حکم ہوگا کہ:) اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جو ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا قائل تھا اور اس کے دل میں جوار کے دانے کے برابر خیر تھی۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ طویل حدیث، حدیثِ شفاعت کا ایک حصہ ہے، جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اور کچھ اہلِ توحید گناہگار بھی دوزخ میں ہوں گے، اب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان گناہگاروں کو دوزخ سے نکالنے کا ارادہ فرمائیں گے، تو ان کے حق میں شفاعت کی اجازت دیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم السلام، ملائکہ عظام، صدیقین، شہداء اور اہلِ ایمان اپنے اپنے مراتب کے مطابق شفاعت فرمائیں گے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے حدیں مقرر کردی جائیں گی، مثلاً: جس شخص کے دل میں دینار کے وزن کا ایمان ہو اس کو نکال لو! جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو اس کو نکال لو! اسی طرح علی الترتیب احکامات صادر ہوں گے، یہاں تک کہ آخر میں فرمایا جائے گا کہ: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے سے ادنیٰ مرتبے کا بھی ایمان ہو، اس کو نکال لو! یہ حکم فرشتوں کو ہوگا، آخر میں فرشتے عرض کریں گے کہ: ’’ربنا لم نذر فیہا خیرًا‘‘ اے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی صاحبِ خیر یعنی صاحبِ ایمان کو نہیں چھوڑا۔ تب حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے: ’’شفعت الملائکۃ، وشفع النبیون، وشفع المؤمنون ولم یبق الا أرحم الراحمین‘‘ فرشتوں نے بھی شفاعت کرلی، نبیوں نے بھی شفاعت کرلی، اہلِ ایمان بھی شفاعت کرچکے، اب صرف ارحم الراحمین باقی ہے۔

یہ فرماکر اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی بھریں گے (اور بعض احادیث میں تین مٹھیوں کا ذکر آتا ہے) پس اس مٹھی کے ذریعے ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے جنھوں نے کبھی خیر کا کوئی کام نہیں کیا۔ غالباً درجاتِ ایمان کے لئے کچھ علامات ہوں گی، جن کے ذریعے فرشتے اہلِ ایمان کے درجات کو پہچان پہچان کر نکالتے رہیں گے۔ چنانچہ بعض احادیث میں ہے کہ آثارِ سجود کے ذریعے ان کو پہچانیں گے، اور جن لوگوں میں فرشتوں کو ایمان کی کوئی علامت نظر نہیں آئے گی ان کو حق تعالیٰ شانہٗ بذاتِ خود نکالیں گے، واللہ اعلم!

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے کہ: اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے مجھے (ایمان کے ساتھ) کسی دن یاد کیا، یا کسی مقام میں مجھ سے ڈرا۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۸۳)

سب سے آخر میں دوزخ سے نکلنے والے کا قصہ

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا، یہ ایسا شخص ہوگا جو رینگتے ہوئے دوزخ سے نکلے گا، پس وہ کہے گا کہ: اے پروردگار! سب لوگ اپنی اپنی منازل حاصل کرچکے ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ: جنت کی طرف جاؤ اور جنت میں داخل ہوجاؤ! وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے جائے گا تو لوگوں کو پائے گا کہ وہ اپنی اپنی منازل حاصل کرچکے ہیں، واپس آکر کہے گا کہ: اے پروردگار! لوگ تو ساری جگہیں لے چکے ہیں (اور اب وہاں گنجائش ہی نہیں)۔ اس سے کہا جائے گا کہ: تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو رہا کرتا تھا؟ عرض کرے گا: جی ہاں! کہا جائے گا کہ تمنا کر! (اور مانگ کیا مانگتا ہے؟) وہ (اپنے حوصلے کے مطابق) تمنائیں کرے گا، پس اس سے کہا جائے گا: تو نے جتنی تمنائیں کی ہیں وہ تجھے دی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ دُنیا سے دس گنا بڑی جنت دی جاتی ہے! وہ یہ سن کر کہے گا کہ: آپ مالک الملک ہوکر مجھ سے مذاق کرتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کا فقرہ بیان فرماکر) ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۸۳)

اس شخص کا قصہ یہاں مختصر نقل ہوا ہے، صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں بہت مفصل ہے، اس شخص کا یہ کہنا کہ: ’’مالک الملک ہوکر مجھ سے مذاق کرتا ہے‘‘ رحمتِ الٰہی پر ناز اور فرطِ مسرت کی وجہ سے ہوگا، وہ بے چارا یہ سمجھے گا کہ جنت تو ساری بھری پڑی ہے، وہاں اتنی گنجائش کہاں کہ اتنا بڑا حصہ اس کو دے دیا جائے۔ پھر شاید یہ وجہ بھی ہو کہ وہ اتنی بڑی جنت کو اپنی حیثیت سے بہت زیادہ سمجھے۔ بہرحال یہ ادنیٰ جنتی کے ساتھ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت و عنایت ہوگی، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر اکابر پر حق تعالیٰ شانہٗ کی عنایتوں اور رحمتوں کا کون تصور کرسکتا ہے...؟

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ہفت وار ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کی بابت ضروری عرض!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جناب مولانا شوکت اللہ صاحبؒ بھی اپنے نام کے آخر پر ''اختیار'' کا بھی لاحقہ استعمال کرتے اور اکثر اپنے نام سے قبل ''مجددالسنہ مشرقیہ'' لگایا کرتے تھے۔ آپ ہفتہ وار رسالہ ''شحنہ ہند'' میرٹھ سے شائع کیا کرتے تھے۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۴ء تک چار سال مسلسل شحنہ ہند کا ضمیمہ ہر ہفتہ شائع کیا کرتے تھے جو ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۶، ۲۴ تاریخوں کو شائع ہوتا تھا۔ سال کے آخر پر ضمیمہ کی پوری فائل تیار ہو جاتی تھی جو ۴۸ رسائل پر مشتمل ہوتی تھی۔ ضمیمہ شحنہ ہند کے عموماً آٹھ صفحے شائع ہوتے تھے، کبھی شاذ و نادر چار صفحے بھی شائع کرتے تھے۔ یہ ضمیمہ رد قادیانیت کے لئے وقف تھا۔ اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا صراحت سے دعویٰ بھی ۱۹۰۱ء میں کیا۔ جس زمانہ میں گویا مرزا ملعون کے دعویٰ جنون کا عروج تھا جو حضرات اس کی تردید کے لئے اس وقت میدان میں اترے یا یہ کہ جنہیں قدرت حق میدان میں اتار لائی۔ ان میں مولانا شوکت اللہ صاحب بھی تھے۔ آپ بیک وقت چار مختلف رسالے شائع کرتے تھے۔ کتنی متحرک و فعال شخصیت ہوگی۔ جن کی مصروفیات کا یہ عالم تھا۔ آپ نے ہفتہ وار شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ کو رد قادیانیت بالفاظ دیگر مرزا قادیانی کے تعاقب کے لئے مختص کر دیا۔ اب جب کہ فقیر ایک سال کی شبانہ روز مصروفیت یعنی قومی اسمبلی میں ''قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ'' سے فارغ ہوا تو قریباً سال بھر سے رکا ہوا یہ کام سامنے آیا۔ سامنے نہیں آیا بلکہ جنون کی طرح سر پر سوار ہو گیا۔ چنانچہ اسے اب شروع کرتا ہوں۔ احتساب قادیانیت کی اس وقت تک ۵۳ جلدیں بحمدہ بشکرہ تعالیٰ شائع ہوگئی ہیں۔ مزید کام جاری ہے۔ یہ اب جو کام شروع کر رہا ہوں یہ بھی احتساب قادیانیت کے تسلسل کا حصہ ہوگا۔

اہل حدیث مکتب فکر کے جوان سال عالم دین جناب محترم محمد سہیل آف بورے والا جو ہمارے مخدوم مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری کے پوتے ہیں، یہ مولانا گورداس پوری، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہمراہ قادیان سے پاکستان تک رد قادیانیت کے لئے عمر بھر متحرک رہے۔ اب ان کی تیسری نسل اس کام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ برادر سہیل صاحب نے عرصہ ہوا کہ ای میل سے شحنہ ہند کی دو سالوں کے دو فائل ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء کے بھجوائے۔ فقیر نے سہیل صاحب سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد میں اہل حدیث رہنما حضرت مولانا اشرف جاوید کے پاس یہ فائل موجود ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کھڑیانوالہ کے رہنما حضرت مولانا محمد فاروق صاحب کے ذریعہ ان سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ آ جائیں، میرے پاس جو فائل ہیں ان سے ان فائلوں کا جو آپ کو ای میل سے ملی ہیں موازنہ کر لیں۔ فقیر کے لئے یہ بہت بڑا ریک تھرو تھا۔ مگر قومی اسمبلی کی کارروائی کی اشاعت میں اتنا منہمک ہوا کہ کئی ماہ مولانا محمد فاروق، مولانا اشرف جاوید سے رابطہ بھی نہ کیا۔ اب قومی اسمبلی والی کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل شائع ہوگئی تو فقیر کی چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے لئے اس حلقہ میں ڈیوٹی لگی۔ ملتان سے ڈائیو کے ذریعہ دفتر کے کمپوزر کے دو فائلوں کے پرنٹ منگوائے۔ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب غازی مبلغ فیصل آباد کے ہمراہ کھڑیانوالہ کی اڑان بھری۔ مولانا اشرف جاوید نے شحنہ ہند کی دو سال کی فائلوں کا جو مسودہ ان کے پاس تھا، وہ مجھے عنایت فرمایا کہ آپ اس سے اپنے مسودہ کا تقابل کریں، جب تک چاہیں ان فائلوں سے استفادہ کریں۔ فراغت کے بعد مجھے واپس بھجوا دیں۔ شاداں فرحاں مسودہ لے کر چناب نگر آیا۔

اب اس کو دیکھنا شروع کیا تو چار سالوں کی فائلوں میں سے پہلے دو سالوں کی فائلیں سرے سے ان میں شامل نہیں۔ گویا ۱۹۰۱ء، ۱۹۰۲ء ہفتہ وار شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ کی ان دو سالوں کی مکمل فائلیں درکار ہیں۔ جن کے پاس ہوں مطلع فرمائیں تاکہ ان کو شائع کر سکیں۔ اس طرح ۱۹۰۳ء کی جو فائل ملی اس کا یکم تا ۸ر جنوری کا شمارہ نمبر۱، ۲ کا ص:۱، ۲ شارٹ ہے۔ ۱۶ر جنوری ۱۹۰۳ء کا شمارہ نمبر۳ شارٹ ہے۔ ۸ر فروری ۱۹۰۳ء کا شمارہ نمبر۶ کا صفحہ ۸ اور شمارہ نمبر۷ کا صفحہ ۱ شارٹ ہے۔ متذکرہ صفحات مل جائیں تو ۱۹۰۳ء کی فائل مکمل ہو سکتی ہے۔ ۱۹۰۴ء کی فائل کے یکم جنوری ۱۹۰۴ء سے یکم اپریل ۱۹۰۴ء کے شمارہ جات نمبر۱ تا ۱۳ مکمل شارٹ ہیں جو درکار ہیں، باقی اس کا مکمل فائل بحمدہ تعالیٰ موجود ہے۔ شحنہ ہند میرٹھ کے جو فائل یا جو شمارہ جات یا جو صفحات شارٹ ہیں وہ مل جائیں تو چار سالوں کے مکمل فائل احتساب قادیانیت میں شائع کر دیے جائیں۔ جامعہ سلفیہ لاہور روڈ فیصل آباد میں سنا ہے کہ ریکارڈ ہے۔ بہرحال جن دوستوں تک یہ صدائے بے نوا پہنچے اور وہ اس علمی تعاون میں کوئی سی بھی مدد کر سکتے ہوں ممنون و احسان فرمائیں۔ کام بہت

ہے۔ زندگی تھوڑی ہے۔ ورنہ فرمائی جائے۔ امید ہے کہ فقیر کی یہ صدائے گدا خالی نہ جائے گی۔ حق تعالیٰ ضرور مدد فرمائیں گے۔ انشاءاللہ۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

کوٹ ادو کی تقریر:

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ نے کوٹ ادو میں تقریر کی، اس وقت ملک غلام مصطفیٰ کھر پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا اور صوبے کا ہر فرد اس کے جبر واستبداد سے نالاں تھا۔ شیخ کا موضوع مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے نظریات کفریہ کا پوسٹ مارٹم تھا، لیکن ڈی سی نے تعصب سے کام لیتے ہوئے کھر کو رپورٹ پیش کی کہ مولانا غلام اللہ خان نے تمہارے خلاف تقریر کی اور تجھے گالیاں دی ہیں، نشۂ اقتدار بندے کو اندھا کر دیتا ہے اور معاملہ فہمی کی صلاحیت بھی سلب کر لیتا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے حکم دیا کہ اسے فوراً گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جائے اور اذیت ناک سزا دی جائے۔

پولیس بلا ضمانت وارنٹ لے کر کوٹ ادو سے راولپنڈی پہنچ گئی جبکہ ان دنوں دورۂ تفسیر شروع تھا اور شیخ دار العلوم میں موجود تھے۔ اتفاق سے ملک شفیق دار العلوم تعلیم القرآن کے دفتر میں تھے، پولیس انسپکٹر نے ملک صاحب کو اپنی آمد کی غرض وغایت سے آگاہ کیا۔ وارنٹ گرفتاری دکھائے لیکن پولیس انسپکٹر کہنے لگا: ہم سرکاری ملازم ہیں اور سرکار کے صحیح یا غلط کام کی بجا آوری ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے مگر دار العلوم کے احاطہ میں پہنچتے ہی میرے دل کو کسی غیبی قوت نے دبوچ لیا ہے اور دل مجھے حکم دے رہا ہے کہ مولانا کو کسی صورت بھی گرفتار نہ کروں۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کو میری بات پر یقین نہ آئے، مگر میں یہ باتیں پیشہ وارانہ چال سے نہیں بلکہ صدق دل سے کہہ رہا ہوں اور میں نیک نیتی سے مشورہ دیتا ہوں کہ مولانا فوراً لاہور جا کر ہائی کورٹ سے ضمانت کرا لیں اور یہ وارنٹ گرفتاری لے جائیں، مولانا کو دکھا دیں۔

بہر حال شیخ کو انسپکٹر موصوف کا ہمدردانہ مشورہ پسند آیا، اسی وقت ملک شفیق کو ساتھ لیا اور بذریعہ ہوائی جہاز لاہور روانہ ہو گئے۔ وہاں چوہدری اسماعیل وکیل سے مل کر رٹ تیار کرائی اور صبح ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی اور خوش قسمتی سے اگلے روز تاریخ بھی مل گئی۔ لیکن مقدمہ جسٹس افضل ظلہ موجودہ چیف جسٹس کے پاس گیا، جب وکیل کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے مشورہ دیا کہ جسٹس موصوف ضمانت نہ لینے میں مشہور ہیں، بہتر یہ ہے کہ آج پیش نہ ہوں اور کل کو ہم کوشش کر کے کسی دوسرے جج کے ہاں مقدمہ منتقل کرا لیں گے۔ مگر شیخ کا اصرار تھا کہ پہلی فرصت میں ضمانت ہو جائے تا کہ میرے دینی مشاغل متاثر نہ ہوں۔ چوہدری اسماعیل نے دوسرے وکلاء سے مشورہ کیا، سب ہی کی یہی رائے تھی کہ جسٹس افضل ظلہ کی عدالت میں پیش نہیں ہونا چاہئے وہ یقیناً ضمانت مسترد کر دے گا، لیکن شیخ کسی صورت میں بھی اپنا وقت ضائع کرنے پر رضامند نہیں ہو رہے تھے۔ آخر وکیل نے یہاں تک کہہ دیا کہ میں جج کے سامنے پیش نہیں ہوں گا، آپ بے شک پیش ہو جائیں، ضمانت مسترد ہو جانے کی صورت میں میری سبکی ہوتی ہے۔

اس کے باوجود شیخ اپنے ارادہ پر سختی کے ساتھ قائم رہے اور کمرۂ عدالت میں جا کر بیٹھ گئے، فہرست کے مطابق آپ کی پیشی کا گیارہ نمبر تھا، شیخ بیٹھے ذکر خداوندی میں مصروف رہے اور جج کی کارکردگی کا مشاہدہ بھی کرتے رہے، دس کی دس رٹ درخواستیں جج نے مسترد کر دیں، کوئی ایک بھی منظور نہ کی۔

جب شیخ کا نام پکارا گیا تو موصوف کے وکیل چوہدری اسماعیل بادل نخواستہ کھڑے ہوئے۔ جسٹس نے پہلا سوال کیا: مولانا موجود ہیں؟ وکیل نے کہا: جی ہاں! جسٹس صاحب نے پوچھا: کہاں ہیں؟ وکیل نے کہا: یہ کمرۂ عدالت میں بیٹھے ہیں۔ جسٹس صاحب نے کہا: آگے آ جائیں، حضرت شیخ سامنے پیش ہوئے۔ جسٹس صاحب نے کہا: کیوں مولانا! آپ نے کوٹ ادو میں تقریر کی ہے؟ شیخ نے اثبات میں جواب دیا۔ جج نے کہا: آپ نے حکومت کو گالیاں دی ہوں گی؟ شیخ خاموش ہیں۔ جج نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ کوٹ ادو کس کا شہر ہے؟ اور حکومت کن لوگوں کی ہے؟ اس کے باوجود آپ وزیر اعلیٰ کے شہر میں جا کر اسے گالیاں دیں تو پھر یقیناً قابل دست اندازی جرم ہے، لیکن شیخ قطعاً خاموش ہیں اور یاد خدا میں مصروف ہیں۔ جسٹس صاحب پھر کہتے ہیں: جواب تو دیں، گالیاں دی ہیں یا نہیں؟ وکیل بھی کہنے لگا: مولانا! آپ عالم دین ہیں کچھ تو جواب دیں! ہاں یا نہ کریں۔

کمرۂ عدالت کھچا کھچ بھرا ہوا ہے، کتنے ہی وکلاء کارروائی سن رہے ہیں، جن میں ایک وکیل قادیانی بھی تھے، اس پر شیخ نے فرمایا: ''بات ہے صاف کہ میں نے وہاں جلسہ میں قرآن مجید کی فلاں آیت تلاوت کی تھی، جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ذکر ہے۔ اس کی تفسیر اور تشریح میں احادیث بیان کی تھیں اور قرآن مجید اور احادیث شریف کی روشنی میں یہ بھی بتایا تھا کہ مرزا قادیانی کذاب ہے، دجال ہے، میں نے یہ بات تقریر میں بھی کہی تھی اور اب بھی کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کافر تھا اور اس کو نبی ماننے والے بھی کافر ہیں۔''

اس پر جسٹس افضل ظلہ پکار اٹھے: ''بس، بس مولانا بس! جو شخص عدالت کے اندر سچ کہنے سے نہیں ڈرتا، اسے کوئی طاقت حق گوئی سے نہیں روک سکتی۔ لہٰذا میں اسی وقت ان کی ضمانت منظور کرتا ہوں اور کوٹ ادو نہیں بلکہ میری عدالت میں ہی مچلکے بھرے جائیں اور ان کی پکی ضمانت لیتا ہوں۔'' (سوانح شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ ص:۲۵۴)

مغرب کی اسلام دشمنی اور
دینِ حق کی مقبولیت میں اضافہ!

بریدا احمد نعمانی

یورپ اور مغرب کا اسلام سے تعصب کوئی ڈھکا چھپا نہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اسلامی تہذیب و ثقافت، شعائرِ اسلام اور شخصیاتِ اسلام کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کیا ہے۔ ماضی میں ان اعدائے اسلام کی جانب سے دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ اسلام ایک انتہا پسند، رجعت پسند اور تشدد پر یقین رکھنے والا مذہب ہے، اسلام میں عورت کے کوئی حقوق نہیں، اسے گھر کی چار دیواری میں قید رکھا جاتا ہے۔ آج بھی زمانہ حال کی تمام تر جدتوں اور ابلاغ کی تمام صورتوں کو بروئے کار لا کر دین مبین کے دشمنوں نے اسلام کے خلاف اپنا متعصبانہ، جارحانہ اور معاندانہ طرزِ عمل جاری رکھا ہوا ہے، وقفے وقفے سے یورپ کے اندر اسلام دشمنی کی کوئی نہ کوئی تازہ لہر اٹھتی رہتی ہے۔ معاذ اللہ! کبھی گستاخانہ خاکے تو کبھی حجاب پر پابندی، کبھی مساجد پر حملے تو کبھی کلام الٰہی کی بے حرمتی، کبھی اسلامی سزاؤں پر تنقید تو کبھی احکامِ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی۔

ایک خبر کے مطابق نسل پرست گروپ فار رائیٹ کی جانب سے جرمنی کے شہر بون میں اسلام مخالف ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ ریلی کے ۳۰ شرکاء نے ہاتھوں میں گستاخانہ خاکے اٹھا رکھے تھے، جب کہ انہیں جرمن پولیس کی جانب سے مکمل سیکورٹی بھی فراہم کی گئی تھی۔ اس ریلی کو ۲۰۰ کے قریب مسلمانوں نے اسی وقت روک دیا، جب یہ ریلی شاہ فہد اکیڈمی کے سامنے پہنچی، اس دوران دونوں فریقوں کے مابین شدید تصادم ہوا۔ بتایا جاتا ہے کہ مظاہرین نے ریلی کو تحفظ دینے کے لئے پہنچنے والے پولیس اہلکاروں پر بھی پتھر پھینکے، جس کے نتیجے میں متعدد افراد زخمی ہوئے، جن میں ۳۰ پولیس افسران بھی شامل ہیں۔ اطلاعات کے مطابق پولیس کو صورت حال سنبھالنے میں ۴۵ منٹ لگ گئے۔

واضح رہے کہ جرمنی کی ایک عدالت نے الیکشن مہم کے دوران اشتعال انگیز گستاخانہ خاکوں کے استعمال پر پابندی اٹھالی تھی، جس کے بعد اس فیصلے کو مسلم حلقوں کی جانب سے شدید تنقید کا سامنا تھا، جب کہ عدالتی فیصلے کے بعد اسلام مخالفین کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق ایسا ہی ایک اور مظاہرہ جرمنی کے دوسرے شہر سولنگن میں بھی کیا گیا۔ دوسری جانب اسلام دشمن نازی پارٹی کا کہنا تھا کہ ۲۵ مساجد کے سامنے ایسے مظاہرے کئے جائیں گے۔ اس اعلان کے بعد بون شہر میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ نازی پارٹی نے ڈنمارک کے گستاخ کارٹونسٹ ویسٹرگارڈ کے بنائے گئے خاکے انتخابات کی مہم کے سلسلے میں استعمال کئے ہیں۔ اس پارٹی نے اسلام مخالف خاکوں پر انعام کا بھی اعلان کر رکھا ہے۔ دوسری طرف جرمن حکومت کے ایک عہدیدار نے نازی پارٹی کو ہی ساری صورت حال کا ذمہ دار قرار دیا ہے، جب کہ جرمنی کے عیسائی وزیر دفاع فریڈریچ کا کہنا ہے کہ معاملے کا کوئی حل نکال لیا جائے گا۔

یہاں یہ بات مدنظر رہے کہ جرمنی میں ہی ۲۰۰۹ء کے دوران ایک مصری خاتون مروا شیربنی کو ایک جرمن دہشت گرد شہری نے کمرۂ عدالت میں سرعام خنجر مار کر شہید کردیا تھا۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق اس مذموم واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جرمنی کے شہر ڈرسٹن میں ۲۸ سالہ جرمن شہری الیکس، مروا شیربنی کا پڑوسی تھا، شیربنی جب بھی حجاب پہنے اپنے گھر سے باہر نکلتی تو الیکس اسے تحقیر آمیز نظروں سے دیکھتا تھا۔

اگست ۲۰۰۸ء میں مروا جب اپنے ۳ سالہ بچے کو گھر کے قریب واقع پارک میں جھولا جھلا رہی تھی تو اسی اثنا میں الیکس پارک میں داخل ہوا اور شیربنی کو حجاب پہنے دیکھ کر اسے مسلم انتہا پسند، دہشت گرد اور دیگر غیر اخلاقی کلمات کہتا رہا۔ مروا اور اس کے شوہر نے الیکس کے مذہب کی بنیاد پر تعصبانہ اور نازیبا رویے پر جرمن عدالت سے رجوع کیا۔ عدالت میں اپنے بیان میں الیکس نے کہا تھا کہ اس شدت پسند مسلم خاندان کو جرمنی میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں، جس کے بعد عدالت نے الیکس کو مسلم خاتون کے مذہب کی توہین کرنے پر مجرم پایا اور اس پر صرف ۸۰ یورو جرمانہ کیا۔

یکم جولائی ۲۰۰۹ء کو شیربنی اپنے خاوند عکاظ اور تین سالہ معصوم بیٹے کے ہمراہ مقدمے کی سماعت کے لئے عدالت میں موجود تھی۔ اس موقع پر شیربنی کو حجاب میں دیکھ کر الیکس نے چاقو کے اٹھارہ وار کر کے

شیر بیگی کو شہید کر دیا، جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ تھیں۔ شیر بیگی کا شوہر عکاظ بھی اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش میں قاتل کے چاقو اور پولیس کی گولی لگنے سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔

ادھر امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے امریکا میں مسلمانوں کے ساتھ متعصبانہ رویے کا اعتراف کر لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق بنگلہ دیش میں پبلک فورم میں ایک طالب علم نے امریکی وزیر خارجہ سے سوال کیا ”امریکا اسلام کے خلاف کیوں ہے؟“ جس پر امریکی وزیر خارجہ نے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ ان سے جو سوال پوچھا گیا ہے، اس کا جواب بدقسمتی سے ہاں میں ہے۔ تاہم انہوں نے فوراً ہی پینترا بدلتے ہوئے کہا کہ دراصل اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنے والے انتہا پسندوں نے امریکا پر حملہ کیا، لہٰذا صرف امریکا کو ہی قصوروار ٹھہرانا درست نہیں ہوگا۔

امریکی ریاست فلوریڈا میں ملعون پادری ٹیری جونز نے ایک مرتبہ پھر شیطانی عمل دہراتے ہوئے قرآن پاک کی شدید بے حرمتی کی اور اس عمل کی ویڈیو انٹرنیٹ پر جاری کی تھی۔ امریکی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ملعون جونز اور اس کے ساتھی ایک پادری نے فلوریڈا میں ایک چرچ کے سامنے احتجاج کیا، جس کے دوران وہ ایرانی جیل سے سزائے موت پانے والے عیسائی پادری یوسف نادر خانی کی رہائی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ امریکی اخبار ”دی جیکسویلی سن“ کی رپورٹ کے مطابق (نعوذباللہ) قرآن پاک کے نسخے نذر آتش کئے جانے کے موقع پر ۲۰ کے قریب افراد موجود تھے، جب کہ چرچ کی طرف جانے والی سڑک پر پولیس افسران تعینات تھے تاکہ ملعون پادری کو اس مذموم عمل کے سرانجام دینے میں کسی قسم کی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ واقعہ کے چند لمحے بعد شہر کے محکمہ آگ نے چرچ کو شہر کے فائر آرڈیننس کی خلاف ورزی کا نوٹس بھیجا، جب کہ امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے بھی ملعون امریکی پادری کے طرز عمل کے خلاف صرف ایک رسمی سا بیان جاری کیا۔

اگرچہ اس وقت طاغوت اسلام اور قرآن کو مٹانے پر تلا ہوا ہے، تاہم حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں ہر چوتھا شخص مسلمان ہے، جب کہ دنیا بھر کی اہم شخصیات اپنا پرانا مذہب ترک کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ اس حوالے سے سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی لورین بوتھ پہلی اسلام قبول کرنے والی خاتون نہیں ہیں بلکہ لورین سے پہلے بھی متعدد نامور شخصیات اسلام قبول کر چکی ہیں۔ عالمی شہرت یافتہ قازقستان کے صدر نور سلطان نذر بائیوف اور گبون کے صدر عمر بونگو نے بھی اپنا پرانا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں صدور کی جانب سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے وہاں اسلام کی مقبولیت میں اضافہ ہوا اور لوگ اسلام کو ترجیحی بنیادوں پر سمجھ رہے ہیں، اسی طرح پاکستانی عیسائی کرکٹر یوسف یوحانا نے بھی اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام محمد یوسف رکھا، جب کہ ۲۰۰۱ء میں طالبان کی قید سے رہائی پانے والی برطانوی خاتون صحافی ایون رڈلے نے بھی اپنا پرانا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا اور اب ان کا اسلامی نام مریم ہے۔ ایک سروے کے مطابق یورپ کے بعض ممالک جرمنی، فرانس، امریکا اور روس سمیت کئی ممالک میں مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ بڑی تعداد میں اپنا پرانا مذہب ترک کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

یہاں اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر اسے قبول کرنے والی خاتون ”مونیکا نومسلم“ کا یہ بیان ذکر کرنا ہی کافی معلوم ہوتا ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے:

”میں پردے کو عورت کی توہین نہیں سمجھتی بلکہ میں اسے عورت کی سہولت اور آسانی کے لئے انتہائی ضروری سمجھتی ہوں، میں نے اتفاقاً اسلام قبول نہیں کیا ہے بلکہ یہ مسئلہ چند سال پرانا ہے، میں اس علاقے سے تعلق رکھتی ہوں جہاں مرد رات کو نشہ میں دھت گھر آتے ہیں اور اپنی عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر اپنی اور ان کی زندگیوں کو تباہ کرتے ہیں۔ میں نے اسلام کو امن، صلح اور رحمت کا دین سمجھ کر منتخب کیا ہے۔ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا اور اس کا انجیل سے موازنہ کیا، اس کے بعد میں قرآن کریم کی الٰہی تعلیمات کی قائل ہو گئی۔“

مونیکا کے بقول انہوں نے نہ صرف قرآن مجید کا مطالعہ کیا، بلکہ فقہ اور سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بھی آشنائی پیدا کی، نو مسلم مونیکا کہتی ہیں: یورپ میں لوگ انجیل کا نام تو لیتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے اس پر عمل نہیں کرتے، تاہم جن مسلمانوں نے مجھے اسلام اور قرآن سے آشنا کیا، وہ الٰہی اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں اور جو کچھ قرآن و سنت میں موجود ہے، اس کا خاص خیال کرتے ہیں، یہ وہ چند اہم چیزیں تھیں جن کو دیکھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔

اہل مغرب کو چاہئے کہ وہ ان نو مسلموں کے تاثرات کو ہی کم از کم پڑھ لیں، جو ان کے ہم وطن اور ہم قبیلہ ہیں، جنہوں نے اپنی پوری زندگی یورپ کے مادر پدر آزاد ماحول میں بتائی، لیکن آج وہ حق کو پا کر روحانی مسرت سے سرشار ہیں۔ بلاشبہ یورپ میں اسلام کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مقبولیت و محبوبیت اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ نور خداوندی کفر کی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتا۔ ☆☆☆

ذکر اللہ کی برکات!

ڈاکٹر نور احمد نور

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا دھیان نصیب ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کئی بیماریوں کی شفا بھی ہے، مندرجہ ذیل مشاہدات میرے اپنے تجربہ میں رہے، جس کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

مولانا مرحوم نے زندگی کے آخر میں چند سال کیسے گزارے یہ ڈاکٹروں کے لئے ایک ایسا معمہ تھا، جس کا ہمارے پاس جواب نہیں۔ ان کے دونوں گردے بالکل ختم تھے اور عام مشاہدہ کی بات ہے کہ ایسے مریض کے خون کی جب تک ہفتہ میں دو مرتبہ صفائی نہ کی جائے زندہ رہنا مشکل ہوجاتا ہے، مگر مولانا صاحب تو کئی سال بغیر صفائی کرائے زندہ رہے ایک ان کا عمل جو میں نے مستقل دیکھا وہ یہ کہ ان کے پاس ہر وقت ایک گلاس میں پانی بھرا رہتا تھا، جو بھی ان کو ملنے آتا ان سے فرماتے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کردیں اور وہ یہی پڑھا ہوا پانی پیتے تھے، جس کی وجہ سے کئی سال تک بغیر گردہ کے علاج کے زندہ رہے، یہ سورۂ فاتحہ جس کو سورۂ شفاء کہتے ہیں، اس کی برکت تھی۔

ایک جماعت کا واقعہ:

بزرگوں نے ایک ہمت والی جماعت بہاول پور کے ریگستان میں چلائی، گرمی کی وجہ سے یہ حضرات دن کے وقت ریت میں گڑھا کھود کر بیٹھے رہتے اور رات کو سفر کرتے، کیونکہ ان کے پاس سامان وغیرہ اٹھانے کے لئے ایک اونٹ تھا، اس لئے جنگلی جانور بھی اونٹ کو دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان والی سرحد پر اس جماعت نے کام کیا، جہاں لوگوں کا کوئی مذہب نہیں، اس جماعت سے واپسی پر میں ملا اور ہمارے تمام دوستوں کو انہوں نے بتایا کہ وہ دعا کرکے چل پڑے، کافی پیدل سفر کرنے کے بعد ایک بستی آئی جہاں انسان اور جانور تمام بخار سے بیمار تھے، لوگوں نے جماعت والوں کو گھیر لیا کہ دوائیاں دیں گے، اس سے قبل عیسائی مشنری کے لوگ ان کو دوائیاں، کپڑے وغیرہ دے جاتے تھے، جماعت نے مشورہ کے بعد پانی منگایا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور یہ پانی انسانوں اور جانوروں کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے سب کو شفا دی۔ جب بستی کے لوگ ٹھیک ہوگئے تو جماعت کی طرف متوجہ ہوئے ان کو کلمہ پڑھانے کے بعد دین کا ضروری ضروری علم سکھایا اور ان میں سے بطور رہبر لوگوں نے دوسری بستیوں کا راستہ بتایا اور وہاں کے لوگوں میں بھی یہی بیماری تھی، جس کو اللہ تعالیٰ کی ذات نے سورۂ فاتحہ کے ذریعہ شفا دی، یہ بڑا کٹھن سفر تھا جو مسلسل دو ماہ تک جاری رہا۔

میرا اپنا واقعہ:

۱۹۸۱ء میں مجھے جوڑوں کی تکلیف نے بہت پریشان کیا ان دنوں میں بہاول پور کے میڈیکل کالج میں تھا، ایک میڈیکل بورڈ نے میری بیماری کی تشخیص اور علاج کے لئے بڑی کوشش کی مگر آرام نہ آیا۔ چنانچہ میں ہومیو پیتھی اس کے بعد حکیم صاحبان کی طرف متوجہ ہوا، مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، چنانچہ میرا بستر سے اٹھنا ناممکن ہوگیا۔ حاجی عبدالوہاب صاحب رائیونڈ کے مشہور بزرگ کو جب میری علالت کی اطلاع ملی تو انہوں نے مجھے آیت کریمہ: ”لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین“ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پینے کا کہا۔ جب میں نے یہ عمل شروع کیا تو چند دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت یاب کردیا، اسی طرح ہمارے ایک دوست کی ہمشیرہ کو آٹھ ماہ سے بخار تھا جو ٹھیک نہیں ہورہا تھا، اس بی بی کو بھی میں نے یہی نسخہ آیت کریمہ کے پڑھنے کا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی شفا دی۔

ایک ڈاکٹر صاحب کا واقعہ:

ہمارے ایک مشہور پروفیسر کو جگر کا عارضہ ہوگیا جو لاعلاج تھا، جس کی وجہ سے وہ اکثر روتا رہتا تھا، میں نے آیت کریمہ اور سورۂ یٰسین کے فضائل اس ڈاکٹر صاحب کو جب بتائے تو اس نے ان دونوں کو پڑھنا شروع کردیا اور کثرت سے پڑھتا رہا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک لاعلاج مرض سے شفا دی، ورنہ اس کی موت یقینی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کی بیماری کا کنٹرول ہوجانا:

مجھے محکمہ جنگلات کے ایک اعلیٰ افسر کے ساتھ جماعت میں وقت لگانے کا موقع ملا، یہ صاحب دل کی بیماری سے اتنا عاجز تھے کہ ان کے لئے چلنا محال

تھا، بزرگوں نے ان کو ہماری جماعت کا ذمہ دار بنا کر فیصل آباد بھیجا، چنانچہ یہ صاحب بیٹھے رہتے اور ہمیں کام کی ہدایات دیتے رہتے تھے، میں ان کو چیک کر کے ادویات دے دیتا تھا، جب ہماری جماعت وقت پورا کر کے واپس رائیونڈ پہنچی تو بزرگوں نے محکمہ جنگلات کے اس آفیسر کو روس میں پیدل جماعت میں چار ماہ کے لئے روانہ کرنا چاہا تو مجھے ان کی صحت کے بارے میں بزرگوں نے بلایا، میں نے صحیح صورت حال بتائی کہ یہ صاحب بیت الخلاء تک بمشکل جاسکتے ہیں، مگر بزرگوں نے جانے کے لئے اصرار کیا اور اللہ کے راستے کی موت کے فضائل بیان کئے، چنانچہ یہ صاحب چار ماہ کی دوائیاں لے کر روس روانہ ہوگئے، جب بخیریت چار ماہ بعد واپس آئے تو مجھے دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ دوائیاں ویسے ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر دوا کے شفا دے دی، اب بھی جب میں ان صاحب سے ملتا ہوں تو حیرانی ہوتی ہے کہ وہ شخص جس کے دل کا مرض اتنا بڑھ چکا ہو بغیر دوا کھائے صرف ذکر اذکار سے ٹھیک ہوگیا، وہ صاحب بھی سورۂ یٰسین اور آیت کریمہ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

لاعلاج آنکھوں کے مرض کا رک جانا:

ہمارے مقامی بزرگ (شاہ صاحب) کو آنکھوں کے مرض نے بہت پریشان کیا۔ لاہور میں بڑے بڑے ماہر چشم ڈاکٹر صاحبان نے ان کو بتادیا کہ ان کی آنکھوں کا مرض اتنا بڑھ چکا ہے کہ وہ جلد ہی نابینا ہوجائیں گے، مگر شاہ صاحب نے یقین کے ساتھ سورۂ ق کی بائیسویں آیت:

"فکشفنا عنک غطاء ک
فبصرک الیوم حدید"

ترجمہ: "اب کھول دی ہم نے تجھ پر تیری اندھیری کو تیری نگاہ آج تیز ہے"

پڑھنا اور آنکھوں پر دم کرنا شروع کردیا، کچھ عرصہ کے بعد جب ماہر چشم کو دکھانے گئے تو وہ حیران تھے کہ ہماری تشخیص غلط نکلی۔ اس عرصہ کو بہت مدت گزر چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے شاہ صاحب کی نظر مزید کمزور نہیں ہوئی اس واقعہ کو بیس سال سے بھی زیادہ ہوچکا ہے۔

میری بیوی کا ذکر کے ذریعہ علاج کروانا:

میری اہلیہ کو شدید تکلیف شروع ہوئی دواؤں سے عارضی آرام تھا مگر مکمل طور پر آرام نہ آتا تھا، چنانچہ مولانا اسلم" نے دعا بتائی: "یا حلیم یا کریم اشفنی" اس دعا کے اول آخر درود شریف کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے ان کو شفا دی۔ چنانچہ انہوں نے اب دوسروں کو یہ دعا پڑھانی شروع کردی ہے اور اللہ تعالیٰ شفا عنایت فرمادیتے ہیں۔

کافی عرصہ ہوا، میں ایک جماعت کے ساتھ مانسہرہ کی ایک بستی گیا، وہاں قبرستان کے ساتھ مسجد تھی جس میں جماعت نے قیام کیا، عصر کا وقت تھا ایک ساتھی نے قبر حشر کی بات شروع کی، ہماری جماعت کے ساتھ مقامی ساتھی کافی تعداد میں بیٹھے تھے، جب قبر کی زندگی کے بارے میں ہمارے ساتھی نے بات کی تو مقامی حضرات نے اونچا اونچا رونا شروع کیا جس کا ہم پر بہت اثر ہوا، کیونکہ آج تک بھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا، جماعت کے امیر نے بیان کرنے والے ساتھی کو بٹھادیا اور مقامی حضرات سے اونچا اونچا رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے بتایا کہ سامنے کی قبر ایک عورت کی ہے جس کو مرے ہوئے ستر سال سے زیادہ ہوگئے، صبح کے وقت اس کی قبر کے اندر سے چیخ و پکار آنی شروع ہوئی جیسے کوئی اس کی ہڈیاں توڑ رہا ہو، مقامی مرد عورتیں اور بچے اکٹھے ہوگئے اور قبر کھولنے کا پروگرام بنانے لگے، ایک عالم دین کو بلایا گیا اس نے بتایا کہ قبر والی کو عذاب ہورہا ہے، اگر اس کی قبر کو کھولا تو تم بھی اس میں پکڑے جاؤ گے، اس لئے ذکر اذکار، درود شریف، استغفار پڑھ کر اس کا ثواب قبروں کو پہنچاؤ، چنانچہ یہ عمل دوپہر تک جاری رہا تو ظہر کی نماز کے قریب وہ خاموش ہوگئی۔ عصر کے وقت جب ہم نے وہی بات دہرائی تو ان سب کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں تھے، غالباً اللہ تعالیٰ نے ذکر اذکار کی بدولت قبر والی کے عذاب میں تخفیف کردی۔

ایک اور عجیب وغریب واقعہ:

گرمیوں کے موسم میں رائیونڈ سے مجھے ایک جماعت کے ساتھ بٹ گرام سے آگے پہاڑیوں میں بھیجا گیا، یہ پہاڑیاں کافی بلند تھیں، سردیوں میں برف سے ڈھکی رہتیں اور گرمیوں میں کافی سرد تھیں، ان کی مسجدیں چھوٹی تھیں اور نماز پڑھنے کے لئے اندر گھاس ڈال دی جاتی تھی، ہمیں وہاں کے حالات کا پتہ نہیں تھا کہ گھاس میں کھٹمل کی شکل کے پسو چھپے ہوئے ہیں، چنانچہ جب رات کو مسجد میں جماعت سوئی تو ان کھٹملوں نے ہمیں ساری رات کاٹا اور صبح کے وقت جب روشنی ہوئی یہ پسو خون سے بھرے ہوئے دیواروں پر بیٹھے نظر آرہے تھے، میں نے جماعت کے امیر سے درخواست کی کہ کس طرح ہماری جماعت ۲۸ دن اس ماحول میں گزارے گی۔ امیر جماعت نے مجھے بٹھا کر سمجھایا کہ پسو اللہ کا حکم مان کر کاٹتا ہے، جب رات کا وقت ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، چنانچہ جب عشا کی نماز سے جماعت فارغ ہوئی تو امیر صاحب نے یہ دعا پڑھی:

"بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شئی فی الارض ولا فی السماء وھو
السمیع العلیم"

دعا کر کے اول آخر درود شریف پڑھا اور گڑ گڑا کر اللہ سے فریاد کی، باری تعالیٰ آپ کی مخلوق یعنی پسو ہم کو پریشان کررہے ہیں، ہم کمزور ہیں۔ آپ کے دین کی خاطر آپ کے راستے میں نکلے

ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ رعایت والا معاملہ فرما آمین۔ چنانچہ ساری رات جماعت آرام سے سوئی اور ایک پسو نے ہمیں تنگ نہ کیا، صبح کے وقت جب جماعت جاگی تو میں نے ہر ایک سے پسو کے کاٹنے کے بارے میں پوچھا تو کسی نے بھی کاٹنے کی شکایت نہ کی۔ اس طرح ہمارا اللہ کی ذات پر یقین آ گیا اور ہر روز یہ دعا پڑھ کر سو جاتے تھے اور یہ اللہ کی مخلوق ہمیں تنگ نہ کرتی تھی۔ ہمارے امیر جماعت نے بتایا کہ کئی سال قبل وہ جماعت کے ساتھ ملیشیا گئے تو مچھر تنگ کرتے تھے، چنانچہ ساری جماعت یہ دعا پڑھ کر سو جاتی اور کوئی مچھر ان کو تنگ نہیں کرتا تھا۔

ایک مشکل سفر میں ذکر کا فائدہ:

گرمیوں کے موسم میں ماہ رمضان میں جماعت کے ساتھ پیدل جانا ہوا، گرمی کا موسم تھا، ساری جماعت روزہ دار تھی، کچھ گھنٹے چلنے کے بعد بھوک اور پیاس نے ستایا، دوپہر کا وقت ہو رہا تھا ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے۔ منزل مقصود کافی دور تھی جماعت تھک چکی تھی، مزید چلنے کی ہمت نہ تھی، امیر جماعت نے ہم سب کو بٹھا کر ذکر کی ترغیب دی اور بتایا کہ دنیا کے اخیر میں (قریب قیامت) جب اللہ والوں کے لئے دنیا میں رہنا مشکل ہو جائے گا تو وہ جنگلوں میں نکل جائیں گے۔ ان کی غذا اللہ کا ذکر ہوگا، چنانچہ ہم سب نے ”سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم“ پڑھنا شروع کیا، تھوڑی دیر میں تھکان دور ہوگئی اور ہم سب نے چلنا شروع کیا، اسی طرح ذکر کرتے کرتے ہم مغرب کے قریب منزل مقصود پر پہنچ گئے اور اللہ کے ذکر سے ساری تھکاوٹ، پیاس، بھوک کم ہوگئی۔

ذکر اللہ سے دل کی بیماری کا علاج:

۱۹۷۴ء میں جب نے جماعت کے ساتھ وقت لگایا تو ساتھ محکمہ انہار کے آفیسر تھے، جو دل کے مریض تھے اور چار ماہ کے لئے نکلے ہوئے تھے، تھوڑا سا چلنا بھی اس کے لئے مشکل تھا، کیونکہ دل کا درد اس کو پریشان کرتا تھا، جب میں چلہ لگا کر واپس آیا تو یہ صاحب دوسری جماعت میں چلے گئے، ہم سب سوچتے رہے کہ یہ صاحب کیسے چار ماہ لگائیں گے، چنانچہ جب یہ صاحب چار ماہ لگا کر آئے تو پوری داڑھی رکھ لی اور دل کا درد بھی غائب ہوگیا، میں نے اس کا معائنہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات نے اس کو بیماری سے شفا دے دی تھی، یہ سارا اللہ کے ذکر کی برکت سے ہوا۔

یہ سب واقعات اس لئے لکھے کہ اللہ کے ذکر سے بیماری کے دور ہونے پر ہمارا یقین آ جائے، حال ہی میں نشتر ہسپتال میں ایک واقعہ ہوا، جس کی وجہ سے میں نے یہ واقعات لکھنے کی ضرورت سمجھی، ایک مسلمان مریض دل کے شعبہ میں داخل ہوا، مرض کنٹرول نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے رشتہ داروں کو مرض کی تفصیل اور اس کے لاعلاج ہونے کا بتایا، چنانچہ دوسرے مذہب والے حضرات اسی مایوس مریض کے پاس آئے اور اس کے لئے ایک رات کی مہلت مانگی اس مایوس مریض کو ہسپتال سے خارج کروا کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے طریقہ پر ساری رات شفا مانگی۔ باری تعالیٰ کی کریم ذات نے اس مریض کے مرض میں نمایاں افاقہ ظاہر کر دیا۔ چنانچہ اس واقعہ سے بہت سے مسلمان سوچتے رہے کہ ہم کہتے ہیں ان کا مذہب باطل ہے مگر کیسے یہ واقعہ کیوں ہوا، بتانے والوں نے بتایا کہ جو بھی انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کو یاد کرے گا، اللہ تعالیٰ کی ذات سے فائدہ اٹھائے گا۔

”عاجزی و بے چارگی کے ساتھ حق جل شانہ کو پکارا جائے تو وہ کافر کی دعا بھی دنیا میں قبول فرما لیتے ہیں۔ البتہ آخرت کی نجات اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر ممکن نہیں۔“ ☆

تونسہ شریف میں تین قادیانیوں کا قبولِ اسلام

ڈیرہ غازی خان ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری، جنرل سیکریٹری حکیم عبدالرحیم جعفری کی موجودگی میں علامہ محمد عبدالستار تونسویؒ کے مدرسہ جامعہ عثمانیہ تونسہ شریف میں تین قادیانیوں مجاہد الیاس ولد فتح محمد، محمد عابد ولد محمد رفیق اور مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ فتح محمد نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ ان نومسلموں کے آباؤ اجداد قادیانی تھے۔ انہوں نے قادیانیت سے برأت کا حلف نامہ لکھ دیا ہے۔ محمد عابد ولد محمد رفیق نے قصبہ مور جھنگی میں بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم دین قاری عبدالعزیز باروی کے سامنے متعدد گواہوں کی موجودگی میں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری اور قاری محمد اسلم نے مور جھنگی جا کر مولانا باروی اور نومسلم کو مبارک باد پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا عبدالرحمٰن غفاری، ضلعی جنرل سیکریٹری مولانا غلام اکبر ثاقب، ضلعی مبلغ مولانا محمد اقبال، مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا محمد اسحاق ساجد نے نومسلموں کو جماعت کی طرف سے ردقادیانیت پر مشتمل لٹریچر دیا، ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں مبارک باد دی اور ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور استقامت کی دعا کی۔

اصولِ حکمرانی!

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے جہاں عبادات ومعاملات کے طریقے سکھلائے وہاں حکمرانی کے اصول اور اس کا طریقہ کار بھی بتایا، انہی اصولوں کو اپنا کر خلفائے راشدین نے نظم مملکت سنبھالا تو تاریخ میں ایک روشن اور درخشاں باب کا اضافہ کردیا۔ اسلام نے حکمرانی کا کیا طریقہ بتایا ہے؟ اس مقالہ میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے۔

مولانا عبداللہ لدھیانوی

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جس قدر یا جس نوعیت کی اچھائیاں یا برائیاں پھیلتی ہیں، ان سب کی جڑ حکومت وقت ہوتی ہے، اس لئے کہ انتظامات و اختیارات حکمرانوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، افراد و ارکان دولت اگر نیک، خداترس و خداپرست اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے والے ہیں تو یہ حکومت رعایا کے لئے عین رحمت خداوندی ہے ورنہ غضب الٰہی، کیونکہ حکام کی غیر ذمہ دارانہ حرکات و سکنات، ظلم وستم میں اتنا اثر ہوتا ہے جو دنیا کے کسی فساد میں نہیں ہوتا اور علم وعمل فرمانروائی کی ایسی مضبوط و غیر متزلزل بنیادیں ہیں جنہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلاسکتی۔ حاکم کا یہ فرض ہے کہ شب وروز یہ خیال رکھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے کس لئے یہ کرسی یا تخت نشین بنایا ہے؟ میری ابتدا قطرہ پانی اور انتہا ایک مشتِ خاک کے سوا اور کیا ہے، جو احکم الحاکمین کی مرضی کے مطابق کام ہو وہ میرا ذخیرہ ہے، باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا، جب یہ باتیں ذہن نشین کرلے گا تو اس کے لئے حکمرانی بہ نصرت ایزدی آسان سے آسان تر ہوجائے گی اور سب پریشانیاں اور الجھنیں ختم ہوجائیں گی، کیونکہ حاکم عادل وخداپرست جب احکام الٰہی کے مطابق حکومت کرتا ہے تو اس کا ہر فعل ایک عبادت ہے جو حق تعالیٰ کی غیبی وظاہری نصرتوں کو اپنی طرف بدرجہ اتم مبذول کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے۔

صادق ومصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”بادشاہ کا ایک دن کا عدل ساٹھ برس کی لگاتار عبادت کرنے سے افضل ہے، کیونکہ عبادت سے صرف اپنی جان جہنم سے بچانا مقصود ہے اور عدل میں تمام مخلوق خدا پر رحم کھانا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

”سات آدمی قیامت کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، ان میں پہلا بادشاہ عادل ہوگا، جو بادشاہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کھانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ:

”عادل بادشاہ کے لئے ساٹھ صدیق مستعد عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اور فرمایا: بادشاہ عادل احکم الحاکمین کا بہت ہی مقرب اور بڑا دوست ہے اور ظالم بادشاہ اللہ تعالیٰ کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے۔“

فرمایا:

”اس خدا کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ تمام رعایا کے عمل نیک جتنے ہوتے ہیں ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے نیک عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں، اس کی نماز ستر ہزار نمازوں کے برابر ہے۔“

جب یہ امر ہے تو اس سے زیادہ کون سا نفع بخش کام ہوگا اور جو شخص اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے خداداد اختیارات کو مخلوق خدا پر ناجائز استعمال کرکے اپنی خواہشات کو پورا کرتا رہے، اس سے زیادہ تباہ حال واُخروی عذاب کا مستحق کون ہوگا؟ بلکہ اس روش پر گامزن شخص ملک وملت کے لئے باعث ننگ وعار ہے اور اس کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب دین سے بے تعلقی ہے، اگر دین سے تھوڑا سا لگاؤ بھی ہو تو دنیا وآخرت کا اس قدر نقصان نہ ہو۔

لہٰذا نیک سیرت، خداترس، منصف مزاج ملک وملت کے بہی خواہاں حکام اور قوم وملک کے ذمہ دار نفوس کی یاد دہانی کے لئے کتاب وسنت کی روشنی میں حکمرانی کے ایسے دس فائدے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ملک وقوم کا انتظام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہوسکتا ہے۔

حکمرانی کے دس اُصول:

ا:...... جو مقدمہ پیش ہو تو حاکم اول اپنے آپ کو رعیت خیال کرے اور غیر کو حاکم، پھر جو اپنے لئے پسند نہ کرے وہ دوسرے کے لئے بھی اچھا نہ سمجھے، اگر

اس کے برعکس کرے گا تو عنداللہ دغاباز اور خائن شمار ہوگا، بدر کی لڑائی کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سائے اور صحابہ کرامؓ دھوپ میں بیٹھے تھے تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ سایہ میں اور باقی لوگ دھوپ میں بیٹھے ہیں، اس تھوڑی سی بات پر بھی گلہ ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوزخ سے نجات پانے کو پسند کرتا ہے اور جنت کا مشتاق ہے، اسے چاہئے کہ کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کہتا ہوا دنیا سے رخصت ہو اور جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا کسی کے لئے بھی پسند نہ کرے اور جو شخص صبح اس حالت میں اٹھے کہ اس کا جی علاوہ خدا کے کسی اور چیز سے لگا ہوا ہو تو وہ مرد خدا نہیں ہے اور اگر وہ مسلمانوں کے کام اور ان کی خدمت سے مستغنی ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

۲:...... بادشاہ اور حاکم اپنے دروازے پر حاجت مندوں کا انتظار باعث نقصان سمجھے اور اس خطرے سے پُرحذر رہے جب تک صاحب حاجت کی ضرورت پوری نہ کرلے، تب تک کسی نفلی عبادت میں ہرگز مشغول نہ ہو، کیونکہ نفلی عبادت سے حاجت مندوں کی ضرورت برآری کرنا افضل ہے۔ ایک دن خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ظہر کے وقت تک خدمت خلق میں مصروف رہے، جب آپ تھک گئے تو آرام لینے تھوڑی دیر گھر تشریف لے گئے۔ آپ ابھی جا کر لیٹے ہی تھے کہ آپ کے بیٹے نے آکر عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ کس سبب سے اطمینان میں ہیں، شاید آپ کو اس وقت موت آجائے اور کوئی حاجت مند انتظار میں ہو تو آپ عنداللہ قصور وار ہو جائیں گے آپ نے فرمایا: بیٹے درست کہتے ہو، آپ فوراً اٹھ کر واپس تشریف لے گئے۔

۳:...... حکمران قانع ہو اور سب عیش وعشرت کا تارک اور سپاہی ہو، کیونکہ بغیر ان اوصاف جمیلہ کے عدل وانصاف حق رسی محال ہے جو سلطنت کی روح ہے۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حضرت سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ میرا حال جو تمہارے لئے ناپسند ہو، آپ نے فرمایا کہ ایک بار دو طرح کا سالن آپ کے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو کرتے رکھتے ہیں۔ ایک رات کا اور ایک دن کا، آپ نے فرمایا: یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

۴:...... حاکم و بادشاہ رعیت سے نرمی برتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حاکم رعیت سے نرمی برتتا ہے خدا تعالیٰ قیامت کو اس کے ساتھ نرمی برتے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ: ”اے اللہ! جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اس کے ساتھ سختی کرنا، اور فرمایا کہ حاکم حکومت کا حق بجالائے تو حکومت اس کے حق میں اچھی ہے اور جو اس میں قصور کرے اس کے لئے بُری ہے۔“

ہشام بن عبداللہ ملک خلیفہ نے علامہ ابو عازمؒ سے دریافت فرمایا کہ حکومت میں نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو درہم بادشاہ حاکم لے حلال لے کر مستحقین پر صرف کرے۔ فرمایا کوئی کر سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا وہ کر سکتا ہے جس کو عذاب قبر کی طاقت نہ ہو اور جنت رضائے الٰہی کا طالب ہو۔

۵:...... بادشاہ یا حاکم یہ کوشش کرے کہ قانون سماوی کے مطابق رعایا اس سے خوش رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے بدتر وہ حاکم ہیں جو تمہیں دشمن رکھیں اور تم ان کو دشمن رکھو، وہ تمہیں لعنت کریں اور تم ان کو لعنت کرو، حاکم کو کسی کی تعریف کرنے سے مغرور نہیں ہونا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ سب اس سے خوش ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ڈر کے مارے اس کی تعریف کر رہے ہوں، بلکہ حاکم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے معتبر ذرائع سے اپنا غائبانہ حال لوگوں سے دریافت کراتا رہے، کیونکہ انسان اپنے عیوب دوسروں ہی کے ذریعہ جان سکتا ہے۔

۶:...... حاکم بادشاہ آسمانی احکام کے خلاف عمل پر کسی کی رضامندی نہ تلاش کرے، کیونکہ اس کی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ یہ ضروری بات ہے کہ جب حاکم ظالم کو سزا دے گا تو ظالم کے مددگار ناراض ہوں گے اور دوسرے خوش تو فریقین کو خوش کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا وہ بڑا نادان ہے جو مخلوق کی رضا مندی کے لئے خدا کو چھوڑ دے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب لکھا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلائق کی خوشی میں حق تعالیٰ کی خوشی چاہتا ہے حق تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور مخلوق کو اس سے خوش کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں مخلوق کو خوش کرنا چاہتا ہے تو خدا اس سے ناخوش ہو جاتا ہے اور مخلوق کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔

۷:...... حاکم اور بادشاہ پر لازم ہے کہ مرتبہ حکومت کو بڑا خطرناک کام سمجھے، کیونکہ خلق خدا کا کفیل ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اس کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اس کے برابر کوئی سعادت مند اور نہیں ہے۔ اگر اس میں قصور وتساہل کرتا ہے تو اس کے نیچے اور کوئی شقاوت کا درجہ نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑ کر مجمع قریش میں تقریر فرمائی کہ: قریش جب تک تین کام کرتے رہیں گے تب تک قریش ہی میں سے سلاطین وحکام پیدا ہوتے رہیں گے، لوگ اگر ان سے مہربانی چاہیں تو مہربانی کریں، جو شخص ایسا نہ کرے گا تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت، خدا تعالیٰ نہ اس سے فرض قبول کرے نہ سنت۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی دو آدمیوں پر بھی

حکمران ہو اور وہ ظلم وستم کو روا رکھتا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ فرمایا: تین آدمی ہیں جن پر قیامت کو خدا نظر رحمت نہیں کرے گا: اول سلطان دروغ گو، دوسرا بوڑھا زناکار، تیسرا فقیر متکبر ولاف زن۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ: مشرق ومغرب کا ملک عنقریب تمہیں فتح ہوگا اور وہاں کے عمال دوزخ میں پڑیں گے، مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے اور امانت گزار رہے، آپ کا ارشاد ہے کہ جس حاکم کو خدا تعالیٰ نے رعیت حوالے کی ہو وہ اگر دغابازی کرے گا اور رعایا پر شفقت نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کو حرام کردے گا اور فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سرداری دی اس نے اس کی ایسی نگہبانی نہ کی جس طرح کہ اپنے گھر والوں کی کرتا ہے تو اس سے کہہ دو کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے اور فرمایا کہ میری امت کے دو آدمی، میری شفاعت سے محروم رہیں گے ایک ظالم بادشاہ دوسرا بدعتی جو دین میں فساد کرکے حد سے گزر جائے۔

اور فرمایا کہ ظالم بادشاہ پر قیامت کو بڑا عذاب ہوگا۔ فرمایا پانچ آدمیوں سے خدا ناخوش ہے، اگر دنیا میں ان کو عذاب دے تو سخت عذاب دے اور دوزخ میں تو ان کی جگہ ہوگی۔ ان میں سے ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو ان سے لے لے لیکن ان کی دادرسی نہ کرے اور ان سے ظلم موقوف کرے، دوسرا رئیس مالدار ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے رہیں اور وہ قوی وضعیف کو برابر نہ سمجھے بلکہ طرف داری سے بات کرتا ہو، تیسرا وہ شخص ہے جس نے مزدوری کراکر عوضانہ روک لیا ہو، چوتھا وہ جو اپنے اہل وعیال کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم نہ کرے اور نہ ان کو دین کی بات سکھائے اور نہ ان کے خرچ وغیرہ کا خیال کرے، پانچواں وہ شخص ہے جو مہر وغیرہ کے بارے میں اپنی جورو پر ظلم کرے۔

فرمایا: جس کی دس آدمیوں پر بھی حکومت ہوتی ہے اس کو قیامت کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے خدا کے حضور میں لایا جائے گا، اگر وہ نیک ہوگا تو خلاصی پائے گا ورنہ ایک بلا اس مزید کردی جائے گی۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اس دن جب کہ یہ اس کے روبرو حاضر ہوگا، مگر وہ جس نے دادرسی کی ہو، حق ادا کیا ہو، طمع کے موافق حکم نہ کیا ہو، قرابت داروں کی بے جا حمایت نہ کی ہو، کسی ڈر یا لالچ کی وجہ سے حکم نہ بدلا ہو، کتاب اللہ کو پیش نظر رکھ کر دنیا میں حکمرانی کی ہو۔

آپ نے فرمایا کہ قیامت کو جملہ حکام کو احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر کیا جائے گا اور ارشاد ہوگا کہ تم میری بکریوں کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے، میرے حکم سے زیادہ تم نے کسی پر کیوں حد لگائی اور سزا دی؟ عرض کریں گے کہ اے الہ العالمین! ہم نے ان پر رحم کیا، ارشاد ہوگا کیا تم مجھ سے زیادہ رحیم تھے، اس کے بعد دونوں گروہوں کو پکڑ کر دوزخ کے گوشے ان دونوں سے بھر دیئے جائیں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ کسی حاکم کی تعریف نہیں کرتا، خواہ وہ نیک ہو یا بد۔ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ: حاکم خواہ ظالم ہو خواہ عادل صراط پر ٹھہرائے جائیں گے، پھر حق تعالیٰ صراط کو حکم دیں گے کہ انہیں ایک جھٹک دے، جس جس نے حکم میں ظلم کیا ہوگا یا رشوت لے کر فیصلہ کیا ہوگا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی۔ یہ سب دوزخ میں گر پڑیں گے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ: حضرت داؤد علیہ السلام لباس بدل کر جب نکلتے تو اپنے متعلق لوگوں سے دریافت کیا کرتے کہ داؤد کیسا ہے؟ ایک بار حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آدمی کی صورت میں آپ کے سامنے آئے۔ آپ نے حسب عادت ان سے بھی یہی سوال کیا۔ جبرئیل امینؑ نے جواب دیا کہ داؤد ایک بڑا نیک مرد ہے، اگر بیت المال سے نہ کھائے بلکہ اپنا کما کر کھائے۔ داؤد علیہ السلام عبادت خانہ میں گئے اور دعا مانگی کہ: اے مولا! کوئی دستکاری سکھا دے تا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں۔ حق تعالیٰ نے آپ کی دعا منظور فرمائی اور آپ کو زرہ بنانے کی تعلیم بخشی۔

بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت اقدس میں اپنا قاصد بھیجا تا کہ آپ کی صورت وسیرت اور دیگر حالات معلوم کرکے آئے۔ ایلچی نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسلمانوں سے ان الفاظ سے آپ کو دریافت کیا: "این ملککم"... تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ نہیں، ہمارا امیر ہے جو ابھی شہر سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ ایلچی نے باہر نکل کر آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ دھوپ میں سوئے ہوئے ہیں اور چہرہ مبارک سے پسینہ اس قدر ٹپک رہا ہے کہ زمین تر ہوچکی ہے اور بجائے تکیے کے زرہ یا کوڑا مبارک سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر ایلچی پر بڑا اثر ہوا کہ ہائے جس کی ہیبت سے تمام روئے زمین کے بادشاہ لرزاں و بے قرار ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو۔

پھر عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ نے عدل کیا اس وجہ سے بے کھٹک سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے جس کی بنا پر خواہ مخواہ ہراساں رہتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین حق ہے، اگر میں قاصد بن کر نہ آتا تو آج ہی مسلمان ہو جاتا، انشاء اللہ! پھر حاضر ہوکر گوہر ایمانی سے اپنا دامن مقصود پُر کروں گا۔ لہٰذا حاکم کا فرض ہے کہ علمائے ربانی اور پرہیزگار لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑے اور بے عمل اور لالچیوں سے بچے۔ (جاری ہے)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر و ثمرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ہر تین ماہ بعد گلِ بہاراں بہادر آباد میں عظیم الشان ''تحفظ ختم نبوت سیمینار'' منعقد کیا جاتا ہے، جس میں جید علماء کرام عقیدۂ ختم نبوت پر لیکچر دیتے ہیں اور شہر بھر سے علماء کرام، وکلاء، تاجر حضرات، کارکنان ختم نبوت اور کالجز، یونیورسٹیز کے طلبا کے علاوہ خواتین بھی شرکت کرتی ہیں۔ ۲۲؍ستمبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اس سیمینار میں خطاب فرمایا تھا جسے مولانا بلال احمد صاحب نے قلم بند کیا۔ اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ضبط تحریر: مولانا بلال احمد (۲) خطاب: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

میرے بھائیو! میرے خیال میں آگے چلنے سے پہلے شاید مجھے بات بھول نہ جائے، اس زمانہ میں ہائی کورٹ کے ایڈہاک جج ہوتے تھے کے ایم صمدانی، خواجہ محمد احمد صمدانی، اس صمدانی صاحب کو جو ہائی کورٹ کے جج تھے، انہیں اس واقعہ ربوہ کی انکوائری کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس زمانہ میں جن لوگوں نے آکر گواہی دی، گارڈ نے اس زمانہ میں گواہی دی تھی، ہمارے پاس اخبار موجود ہے کہ ایک طالب علم کو اتنا مارا کہ دوسرے قادیانی نے کہا کہ یہ تو مرا جاتا ہے، یہی حال رہا، اسے پانی ڈالو ورنہ اس کا قتل تمہارے سر ہوگا۔ جس وقت کہا کہ یہ مرا جا رہا ہے اس کو پانی دو، ایک قادیانی نے پینٹ اتار کر اس کے منہ کے اندر پیشاب کر دیا، یہ بات باقاعدہ ہائی کورٹ کے ریکارڈ کے اندر موجود ہے۔

میرے بھائیو! اس وقت یہ کیفیت تھی کہ قادیانیوں نے ظلم و بربریت، اپنی کمینگی اور دہشت گردی کی، انتہا پسندی کی حد کردی اور ان طلبا کے اوپر اتنا ظلم کیا اتنا ظلم.... اب فیصل آباد کنٹرول روم ریلوے کا، برابر پوچھ رہا ہے، ٹرین کو پندرہ منٹ ہوگئے، آدھا گھنٹہ ہوگیا، پون گھنٹہ ہوگیا، ایک گھنٹہ ہوگیا، آپ روانہ کیوں نہیں کر رہے؟ اسٹیشن ماسٹر فون اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ بس وہ ویکیوم خراب ہوگیا، ابھی اس کی تھوڑی سی گڑبڑ ہے، وہ دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ وہ تھوڑا سا جو ہے وہ سواریوں کی آپس کے اندر لڑائی ہوگئی ہے۔ اچھا جی روانہ کرتے ہیں یہ کہہ کر اس طرح بند کردیتا، ایک گھنٹہ تک ٹرین کو روکے رکھا اور عمداً روکے رکھا، اس دوران قادیانیوں نے دل کی تمام حسرتیں نکالیں مار مار کے ان طلبِ عزیز کو ادھ موا کردیا۔

اب یہ ٹرین چلی جیسے کیسے، اس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، ریلوے کالونی فیصل آباد کے اندر ان کی جامع مسجد، وہیں ان کی رہائش، سامنے ان کے ساتھ ہی دو تین کوارٹر چھوڑ کر ریلوے کنٹرول روم، کنٹرول روم کا ایک بہت بڑا افسر.... یہ مئی کے مہینے کی گرمی تو وہ اس گرمی میں دوڑ کر مولانا تاج محمودؒ کے پاس آیا، اس نے رپورٹ بتائی کہ حضرت ابھی پندرہ منٹ میں ٹرین فیصل آباد اسٹیشن پر پہنچنے والی ہے چک جھمرہ سے چل چکی ہے۔ ہم نے جناب مگر جس وقت فون کیا ٹرین چلی کیوں نہیں؟ اسٹیشن ماسٹر باہر تھا، پلیٹ فارم پر، یہ کسی پانی والے نے فون اٹھالیا تو اس نے کہا کہ قادیانیوں نے مسلمان طلبا کو مارا ہے بس ہمیں اتنی سی بھنک پڑی ہے، اگر یہ واقعی صحیح ہے تو اس گرمی کے موسم میں اگر کوئی شدید زخمی ہوا تو کوئی بھی حادثہ ہوسکتا ہے، آپ مہربانی کرکے ان کی فرسٹ ایڈ کا کوئی انتظام کرسکتے ہیں تو کریں۔ مولانا تاج محمود صاحبؒ نے اس زمانہ میں ڈی سی اور ایس پی صاحب ہوتے تھے اور آج کل تو خیر سے عہدے بھی بدل گئے ہیں۔

ڈی سی اور ایس پی صاحب کو انہوں نے فون کرکے کہا کہ آپ ڈاکٹروں کی سرکاری سطح پر ٹیم لے کر آئیں، ادھر مولانا تاج محمود صاحب نے فیصل آباد میں انتظام کیا کہ کچہری بازار جو آٹھ بازاروں کے بالکل وسط میں ہے اور اس کے اتنے بلند مینار کہ سارے شہر کے اندر اس کی آواز گونجتی ہے، اس کے اسپیکروں پر اعلان کرادیا کہ آج قادیانیوں نے مسلمان طلبا کو مارا ہے، جو مسلمان طلبا عزیز کی معاونت کرنا چاہتے ہیں وہ اسٹیشن پر پہنچیں۔ کوئی ٹھنڈا پانی لے کر، کوئی بسکٹ لے کر، کوئی بیکری کا سامان لے کر، کوئی انگور لے کر ٹھنڈے، اب کسی نے جوس کے ڈبے پکڑے ہوئے فیصل آباد جو ہے وہ:

''یدخلون فی المحطة افواجا'' فوج در فوج اسٹیشن کی طرف فیصل آبادیوں نے رخ کیا، ادھر ٹرین پہنچی تو فیصل آباد اسٹیشن پر تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی، ایسی کیفیت میں اتنا ہوا انسانوں سے، باہر کے ساتھیوں نے نعرہ لگایا ختم نبوت... زندہ باد۔

ان طلبا عزیز کو اکانومی کی بوگی سے اے سی کی بوگی کے اندر منتقل کیا، کسی کے ڈرپ لگائی، کسی کے مرہم، کسی کے پٹی، کسی کو گولی دی، کسی کو انجکشن لگا، اب طلبا کو جوں ہی تھوڑا سا ہوش آیا اور انہوں نے سمجھا کہ ہم لاوارث نہیں۔

بھائیو! مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ انشاء اللہ جو لوگ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں، یہ لاوارث نہیں اللہ کی رحمت بھی ان کے ساتھ ہے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوگی انشاء اللہ! یہ لاوارث نہیں، یہ مسئلہ بھی لاوارث نہیں۔

اب طلبا کی جان میں جان آئی پانچ یا دس طالب علم پتا نہیں ان کی کھوپڑی کے اندر کیا آیا وہ وہاں سے اٹھے اور جا کر انجن کے سامنے پٹڑی کے اوپر لیٹ گئے۔ انہوں نے کہا کہ صاحب! ٹرین چلا کر ہمارا قیمہ کردو، وہ منظور ہے لیکن ہمارے جیتے جی مطالبات مانے بغیر ٹرین چلے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے، ہم احتجاج کرتے ہیں۔ پاکستان کو واضح طور پر قادیانی اسٹیٹ بنادیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ اپنے اسٹیشن پر اس طرح طلبا عزیز کے ساتھ زیادتی کریں، اب وہ ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب طلبا کی فرسٹ ایڈ کے لئے موقع پر موجود تھے، جس وقت ان طلبا عزیز نے کہا تو ان سے انہوں نے پوچھا کہ آپ کے مطالبات.....؟

انہوں نے کہا کہ پہلی ہماری درخواست یہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف کیس درج کیا جائے۔ ان کی گرفتاریاں کی جائیں اور یہ کہ کسی ہائی کورٹ کے جج سے اس واقعہ کی انکوائری کرائی جائے۔

اب ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب نے مل کر ہوم سیکریٹری کو کہا: انہوں نے چیف سیکریٹری کو دونوں نے باہمی مشورہ کے ساتھ حنیف رامے کو کہا: جو چیف منسٹر تھے۔

حنیف رامے نے پہلے ادھر ادھر ٹالنے کی کوشش کی لیکن ڈی سی صاحب نے رپورٹ یہ دی کہ اگر یہ مطالبے نہ مانے گئے ٹرین کا تو جو ہوگا سو ہوگا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا، لیکن مجھے اتنا معلوم ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے پورے فیصل آباد میں ایک گھر بھی قادیانیوں کا سلامت نہیں رہے گا۔ مسلمان اتنے مشتعل ہیں کہ تحریک چلے گی اور اگر فیصل آباد سے یہ تحریک چلی تو صرف فیصل آباد نہیں، اس نے پورے ملک عزیز کو اپنی لپیٹ میں لے لینا ہے۔ اب حنیف رامے صاحب کی مرضی کہ یا سارے ملک کو وہ دہکتی آگ کے اندر جھونک دیں یا یہ کہ ان کے مطالبے مان لیں۔ اللہ نے کرم کیا، حنیف رامے نے کہا: لو مقدمہ درج کرنے کا میں نے آرڈر دے دیا۔ آج کل چناب نگر کو چنیوٹ کا ضلع لگتا ہے اس زمانہ میں جھنگ کا ضلع لگتا تھا۔

برادران عزیز! جھنگ سے ایس پی اور ڈی سی روانہ ہوئے۔ قادیانیوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں، بعد میں پتا چلا کہ ایک دن میں بائیس سو قادیانی گرفتار کئے گئے تھے، ان کے شہر سے۔

میرے بھائیو! اور ادھر وہ (جج) مقرر کردیا گیا۔ تب لاہور میں آغا شورش کاشمیری، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبیداللہ انور، نوابزادہ نصر اللہ، سید مظفر علی شمسی دوسرے حضرات نے اجلاس طلب کیا۔

فیصل آباد میں مولانا مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا اسحاق چیمہ ان حضرات نے اجلاس طلب کیا۔

ملتان میں مولانا محمد شریف جالندھری نے اجلاس بلایا اور کراچی میں تب اس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ..... بس قدرت کی طرف سے یہ وقت آچکا تھا کہ اس وقت اتنی بڑی بھاری بھرکم دینی شخصیت صرف پاکستان نہیں پورے عالم اسلام میں ان کی ٹکر کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ میری مراد شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ہیں، جو اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے۔ ایک یہاں بنوری ٹاؤن میں ہمارے بزرگ عالم دین رہے، مولانا فضل محمد وہ چمن کے علاقے میں حضرت شیخ بنوریؒ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں کوئی زلزلہ آیا تھا، ان کی مدد کے لئے تو پنڈی سے قاری زرین صاحب کو جو مولانا عبدالحکیم صاحب کے داماد تھے، ان کو بھیجا گیا۔ اس وقت پاکستان کے پرائم منسٹر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب تھے۔ اس زمانہ میں آپ کے وزیر داخلہ جناب خان عبدالقیوم خان صاحب تھے۔ اس وقت آپ حضرات کے وفاقی فیڈرل گورنمنٹ کے لاء منسٹر تھے جناب عبدالحفیظ پیرزادہ اور اس زمانہ میں مذہبی امور کے وفاقی منسٹر تھے مولانا کوثر نیازی تب ہمارے اس زمانہ میں وفاقی لاء سیکریٹری جو تھے ان کا نام تھا افضل چیمہ جو گوجرہ کے رہنے والے تھے، پہلے ہائی کورٹ کے جج تھے پھر انہیں لاء سیکریٹری بنایا گیا۔ تب تمام تر مجلس عمل ساری کی ساری نہیں، بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ پوری حزب اختلاف کی جماعتوں نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو قومی اسمبلی کے اندر اپنا قائد بنایا ہوا تھا، قائد ایوان بھٹو صاحب تھے۔

قائد حزب اختلاف حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تھے، تب حضرت مولانا عبدالحق صاحب، مولانا صدر الشہید صاحب، مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب اور بہت بڑی دینی قیادت، مولانا عبدالحق بلوچستانی بہت بڑی ہماری دینی کھیپ کوئی تقریباً دس پندرہ ممبر صاحبان کی یہ بھی اسمبلی کے اندر موجود تھے اور آپ کے یہاں کراچی

سے دو بڑی اہم شخصیات اس زمانہ میں منتخب ہوگئی تھیں۔ میری مراد ایک حضرت مولانا ظفر احمد انصاری تھے اور دوسرے جناب پروفیسر غفور احمد صاحب۔

میرے بھائیو! ہماری بے دار مغز دینی قیادت حضرت شیخ بنوریؒ، مفتی محمود صاحب، مولانا غلام اللہ خان، مولانا تاج محمود، مفتی زین العابدین، مولانا عبیداللہ انور، خدا کی قسم! میں اس وقت اس طرح آنکھیں بند کرتا ہوں وہ منظر بالکل میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور واقعات کی ایک ریل سی چلنے لگ جاتی ہے، کس طرح شالامار باغ لاہور کے اندر اجلاس ہوا۔ اس زمانہ میں ہمارا شمار.... اب بھی یہی کیفیت ہے.... لیکن اس زمانہ میں نہ تو ہم تین میں تھے نہ تیرہ میں، ان حضرات کی جوتیاں اٹھاتے تھے، چلو اسی جوتیاں اٹھانے کے باعث اس منظر کو دیکھنے کی اللہ تعالیٰ نے ضرور سعادت سے سرفراز فرمایا تھا۔

میرے بھائیو! شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری کو جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے، انہیں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سربراہ بھی بنایا گیا۔

۱۴؍جون کو پورے ملک کے اندر ہڑتال کا اعلان کیا گیا اور اگر آپ دوست مجھے اجازت دیں تو میں اس کی تعبیر یہ کرتا ہوں کہ کراچی سے لے کر خیبر تک ایسی مثالی ہڑتال ہوئی کہ فرشتے بھی آسمانوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے مسئلہ پر مسلمان قوم کتنی حساس ہے۔

میرے بھائیو! ایک ایسی روحانی کیفیت ہوگئی اور روحانی کیفیت کیوں نہ ہوتی کہ حضرت شیخ بنوریؒ نے کراچی سے چلتے ہوئے ایک موقع پر اپنا بریف کیس اٹھایا اور مفتی ولی حسن ٹونکی صاحبؒ سے کہا: ”یہ میری دو سفید چادریں دیکھ لیں، مفتی صاحب! میں یہ سوچ کر اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں کہ یا تو مسئلہ حل ہوگا فاتح بن کر واپس آئیں گے اور اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو میری لاش آئے گی، اب میں جیتے جی کراچی نہیں آؤں گا۔“

میرے بھائیو! جس وقت قیادت کا یہ اخلاص ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں، اب میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بڑی تفصیلات ہیں، میرے لئے بہت مشکل ہو رہا ہے کہ میں کس بات کا انتخاب کروں اور کس بات کو چھوڑوں؟ نتیجہ کی بات عرض کرتا ہوں کہ جناب بھٹو صاحب یہاں بلوچستان میں آئے تھے، خضدار میں تب ہمارے حضرت مولانا شمس الدین شہیدؒ بھی زندہ تھے، اس کی تفصیلات ہیں، میں اس میں نہیں جاتا۔

بھٹو صاحب نے یہاں پر اعلان کیا کہ یہ جو قادیانی مسئلہ ہے، اس مسئلہ کو میں قومی اسمبلی کے سپرد کرتا ہوں، قومی اسمبلی جو فیصلہ کرے گی، بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے میں بھی اپنا ووٹ اس کے اندر دوں گا۔ پارٹی اعتبار سے ان کی نیشنل اسمبلی کے اندر واضح اکثریت تھی۔ انہوں نے کہا: ”میں اپنے سارے اسمبلی کے ممبران کو آزاد کرتا ہوں پارٹی ڈسپلن سے وہ بالکل آزاد ہیں۔ آزادانہ طور پر وہ قادیانی مسئلہ کے اوپر بحث کریں، بحث سنیں، بحث کے اندر حصہ لیں اور حصہ لینے کے بعد مسلمان ہونے کے ناطے جو چاہیں وہ فیصلہ کریں، پارٹی کی طرف سے ان کے اوپر کوئی پابندی نہیں۔“

بھٹو صاحب نے اس تحریک کے متعلق بڑے ہی کھلے دل کے ساتھ یہ فیصلہ کیا اب جس وقت جناب بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ مسئلہ نیشنل اسمبلی کے سپرد تب قادیانی فوراً بلوں سے باہر نکلے، انہوں نے ایک درخواست پرائم منسٹر کو لکھی اور ایک نیشنل اسمبلی کے سیکریٹری کو جناب چونکہ قادیانیت کا مسئلہ نیشنل اسمبلی کے اندر زیر بحث آتا ہے، تو نیشنل اسمبلی میں ہمیں بھی آکر اسمبلی کے فلور پر اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت ملنی چاہئے کیا اگر آپ نے ہمارے عقیدے پر بحث کرنی ہے تو ہمارا عقیدہ کیا ہے، ہمیں بھی سنے بغیر فیصلہ نہ دیا جائے، تب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو بلایا اور قادیانیوں کی درخواست ان کے سامنے رکھی۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے درخواست کو دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ گل گلاب کی طرح ان کا چہرہ کھل اٹھا اور انہوں نے کہا کہ جناب بھٹو صاحب! ایک منٹ ضائع کئے بغیر ان قادیانیوں کو کہیں کہ وہ فوراً اسمبلی میں آجائیں اور آکر بحث کے اندر حصہ لیں، انشاءاللہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرنے کے لئے ہم اسمبلی میں پہلے سے موجود ہیں، کہیں کہ.... چشم ما روشن دل ما شاد.... آجائیں۔

میرے بھائیو! حضرت مفتی صاحبؒ نے بھٹو صاحب کو کہا: اس نازک موقع پر دیکھیں، وہ کہتے ہیں کہ بات بے موقع کی اثر نہیں کرتی، آپ ان کو یہ تو کہیں کہ وہ اسمبلی میں آئیں، لیکن مرزا ناصر احمد خود آئیں، قادیانی مناظر نہیں، قادیانی کوئی مولوی نہیں، ایک نہیں دس مناظر مرزا ناصر احمد اپنے ساتھ لے کر آئے، ایک مولوی نہیں دس مولوی اپنے ساتھ لے کر آئے، وہ اس کے معاون و مددگار ہوں گے، لیکن سوال وجواب بحث جو ہے وہ مرزا ناصر احمد کی طرف سے ہوگی، اس لئے کہ اگر کوئی اپنا نمائندہ بھیج دیتا ہے اور وہ شکست کھا جاتا ہے تو کل کو قادیانیوں کے لئے راستہ مل جائے گا، وہ کہیں گے جناب ہمارے مولوی صاحب تھے وہ شکست کھا گئے، کیا ہوا؟ ہمارے حضرت ہوتے تو پتہ نہیں ستارے آسمانوں سے اتار لاتے تو ابھی سے ان کو لکھیں اور ان کو کہو کہ مرزا ناصر احمد کو آنا چاہئے تاکہ اس کی فتح ساری قادیانیت کی فتح اور اس کی شکست ساری قادیانیت کی شکست، تاکہ قادیانی کل یہ نہ کہہ سکیں کہ جناب معاملہ یوں نہ ہوتا یوں ہوتا تو پتا نہیں کیا ہو جاتا۔ خیر! اب قادیانیوں کے

لئے وہ کہتے ہیں کہ: ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' ان بے چاروں کے لئے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، ان کے لئے پوزیشن یہ ہوگئی کہ قادیانی جان بھی چھڑانا چاہتے ہیں، لیکن کمبل ان کی جان نہیں چھوڑتا، مرتے کیا نہ کرتے؟ انہیں اسمبلی کے اندر جانا پڑا۔ اب بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب سے مشورہ کیا کہ حضرت مفتی صاحب آپ قادیانیوں کے اوپر اگر جرح کریں گے، نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاں پر یہ لاجواب ہوں گے، انہوں نے فوراً بائیکاٹ کردینا ہے اور مظلوم بن کر باہر چلے جائیں گے، ساری گیم الٹی ہوجائے گی تو اس کے بجائے ہم اٹارنی جنرل کو لاتے ہیں، وہ پاکستان گورنمنٹ کا نمائندہ ہے۔ سوال وہ کرے تیاری آپ کرائیں تاکہ کل کو یہ کوئی نہ کہہ سکے کہ مولوی صاحبان نے ایسا کیا ہے؟ اس لئے مرزا ناصر احمد دوڑ گیا۔ حضرت مفتی صاحب نے کہا: ٹھیک ہے چشم ما روشن دل ماشاد بھجوایئے، ہمیں کیا ہے، اٹارنی جنرل آجائے کوئی حرج نہیں۔

اب ایک خالصتاً قانونی نکتہ کھڑا ہوگیا، وہ نکتہ یہ کہ قادیانی گروپ ہو یا لاہوری گروپ جنہوں نے اسمبلی میں پیش ہونا ہے، ان میں کوئی قومی اسمبلی کا ممبر نہیں، اٹارنی جنرل جس نے اسمبلی میں پیش ہونا ہے وہ خود قومی اسمبلی کا ممبر نہیں۔ فلور ہو قومی اسمبلی کا، غیر اسمبلی کا ممبر اسمبلی کے فلور پر کیسے گفتگو کرے؟ تو اس کا حل یہ نکالا گیا کہ پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں منتقل کردیں، بجائے اسمبلی کے ''قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی برائے بحث قادیانی ایشو'' اس عنوان پر اس کو کمیٹی بنادیں اور جو اس کے اسپیکر ہیں ان کو اس کمیٹی کا سربراہ بنادیں، اب جب یہ خصوصی کمیٹی ہوگئی تو مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ اور اٹارنی جنرل کے نیشنل اسمبلی کا فلور استعمال کرنے کی ایک صورت پیدا ہوگئی، اب قادیانیوں کے اوپر بحث شروع ہوئی۔ (اس اسمبلی کی کارروائی پر حکومت نے پابندی لگادی گئی تھی)۔

اب آپ توجہ کریں کہ آج سے چند مہینے یا غالباً ایک سال پہلے اس زمانہ میں جو نیشنل اسمبلی کی کارروائی تھی، جس کے اوپر گورنمنٹ نے پابندی عائد کررکھی تھی، اب ہائی کورٹ کے اندر ایک آدمی نے رٹ کی کہ تیس سال سے زیادہ کسی بھی ریکارڈ کو خفیہ نہیں رکھا جاسکتا، اس اسمبلی کی کارروائی کو عام ہونا چاہئے۔ اسمبلی کا سیکریٹری پیش ہوا، اس نے کہا جی اس کے اوپر بڑا خرچہ آئے گا اور بل بناکر دیا، چالیس لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ ایک قانون کی عمل داری کی بات ہے کہ ایک چیز ہے وہ چھپنی چاہئے، یہ اصولی سوال انہوں نے کھڑا کیا ہے، چالیس لاکھ نہیں چالیس کروڑ بھی خرچ ہوں آپ اس کو چھاپیں۔ گورنمنٹ نے اس کو چھاپا تو سہی۔ ہماری اطلاع کے مطابق فہمیدہ مرزا نے اس کے اوپر کئی لاکھ روپے خرچ کئے دل کھول کر۔

میرے بھائیو! خیر سے وہ اسمبلی کی کارروائی انہوں نے چھاپ تو دی، اب قادیانیوں کے لئے موت واقع ہوگئی کہ اگر اسمبلی کی کارروائی سامنے آتی ہے ہمارا کچا چٹھا پبلک کے سامنے آجائے گا۔ قادیانیوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، باہر کی گورنمنٹ سے زور لگایا کہ کسی طرح یہ کارروائی عام نہیں ہونی چاہئے، حتی کہ اسمبلی کے ممبران جن کا حق بنتا ہے کہ انہیں اسمبلی کی کارروائی کی کاپی دی جائے، گورنمنٹ نے ان کو بھی نہیں دی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی زرداری صاحب کے ساتھ اچھی علیک سلیک ہے۔ مولانا فضل الرحمن صاحب اور مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، فہمیدہ مرزا کے پاس گئے، میرے خیال میں اتنے چکر لگائے اتنی منت سماجت اتنی آنکھیں دکھائیں لیکن گورنمنٹ نہیں مانی۔

ادھر ہائی کورٹ نے حکم دیا کہ فلاں تاریخ تک ایک کاپی اس درخواست دینے والے کو آپ مہیا کریں، انہوں نے ایک کاپی دی، اس نے انٹرنیٹ پر چڑھادی۔ اب انٹرنیٹ پر چڑھی ساری دنیا کے اندر عام ہوگئی، لوگوں نے اس کو ڈاؤن لوڈ کرنا شروع کیا۔

اس پوزیشن میں قادیانی بے چاروں کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہا، سوائے اس کے کہ اپنی پوزیشن کو واضح کریں۔ چنانچہ چار پانچ مہینے پہلے انہوں نے کتاب چھاپی، اس کا نام رکھا ہے: ''قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں کیا گزری؟'' یہ اس کا نام رکھا ہے۔ مرزا سلطان احمد اس کا لکھنے والا ہے۔ اس نے اپنی گفتگو، اس کتاب کا اسٹارٹ یہاں سے لیا: مرزا ناصر احمد کا ایک خطبہ پیش کیا، جس میں مرزا ناصر احمد کہتا ہے: ''ستر کے الیکشن میں ہم نے جماعت کا اجلاس کیا اور بڑا وسیع اجلاس کیا اور کئی دن رات ہم اس کے اوپر بحث کرتے رہے کہ ہمیں کس پارٹی کا ساتھ دینا چاہئے۔ ایک تو جماعت کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا دوسرا یہ کہ قدرت کی طرف سے مجھے اشارہ ہوا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا تمہیں ساتھ دینا چاہئے۔'' یہاں سے اپنی کتاب کا اسٹارٹ لیا، میں نے قادیانی جماعت سے کہا کہ یا تو قدرت نے ان کے ساتھ ہاتھ کیا یا یہ کہ مرزا ناصر احمد اتنا ڈفر ہے کہ یہ احمق سمجھ نہ سکا کیا اللہ تعالیٰ نے آدھی بات مرزا ناصر کو بتائی تھی کہ تم پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دو؟ تم ان کو ووٹ دو، انہیں کے ہاتھوں میں تمہیں کافر قرار دلواؤں گا۔

میرے بھائیو! اب قادیانی بے چارے اس پوزیشن کے اندر ہیں، جس طرح کسی کے پاؤں کے نیچے آگ دہکادی جائے اور اسے کہا جائے کہ اس دہکتی آگ کے اوپر چلو اس وقت اس کے دل ودماغ کی کیا کیفیت ہوتی ہے کہ پاؤں کے تلوے سے لے کر کھوپڑی تک پورا جسم اس کی تپش سے جل رہا ہوتا ہے، اب قادیانی اس اضطراب کی کیفیت کے اندر جلتا ہیں۔

(جاری ہے)

مرزا قادیانی کا معافی نامہ!

محمد طاہر رزاق

بہادری اوصاف نبوت میں سے ایک نہایت اہم وصف ہے۔ نبی کی دلیری اور شجاعت کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے، اسے بارگاہ منعم حقیقی سے وہ رعب و دبدبہ عطا ہوتا ہے جو کسی غیر نبی کے نصیب کی بات نہیں۔ اس کے عزم و حوصلہ کے سامنے ہوائیں رخ بدل لیتی ہیں، سنگلاخ چٹانوں کے جگر پاش پاش ہو جاتے ہیں، پہاڑ راستہ چھوڑ دیتے ہیں، دریاؤں کے دل ہل جاتے ہیں اور طاغوتی طاقتیں شاہراہ بزدلی پر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتی نظر آتی ہیں۔ نبی بزدل ہو تو وہ باطل کے خلاف جہاد نہیں کرسکتا۔ نبی ڈرپوک ہو تو وہ مظلوموں کو ظالموں کے آہنی پنجوں سے نہیں چھڑا سکتا۔ نبی دوں ہمت ہو تو وہ امتحانات کی جانگسل وادیوں میں آبلہ پائی نہیں کرسکتا۔ نبی بے حوصلہ ہو تو وہ کفر کے جھوٹے خداؤں کے سامنے "لا الٰہ الا اللہ" کا نعرۂ حق نہیں لگا سکتا۔ نبی ناتواں دل کا مالک ہو تو وہ شمشیر جہاد اٹھا کر کفر کے مقابلہ میں میدان جہاد میں نہیں اتر سکتا۔ نبی موت سے خائف ہو تو وہ امت میں شہادت کی تڑپ پیدا نہیں کرسکتا۔ نبی امت کا مربی ہوتا ہے اور اگر نبی ہی بزدل ہو تو امت میں شجاعت کے جواہر کیسے پیدا ہوں؟! نبی اس دنیا میں اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے، اس کا نمائندہ کبھی کمزور عزم و ہمت کا مالک نہیں ہوسکتا۔

اللہ کے نبیوں کو آگ میں پھینکا گیا، آروں سے چیرا گیا، سرتن سے جدا کئے گئے، جسم میں آہنی کنگھیاں پھیری گئیں، قید خانوں میں ڈالا گیا، جلاوطن کیا گیا اور روح فرسا امتحانات سے گزارا گیا، لیکن وہ ہر مقام پر سرفراز و سرخرو نظر آئے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ جیسے پیارے وطن سے نکالا گیا، فحش گالیاں دی گئیں، سوشل بائیکاٹ کیا گیا، شعب بنی ہاشم میں مقید کیا گیا، غنڈوں سے پٹوایا گیا، لہولہان کیا گیا، سر مبارک میں خاک ڈالی گئی، سجدے کی حالت میں سر اقدس پر اونٹ کی غلیظ اوجھڑی رکھی گئی، زہر دیا گیا، قتل کی سازشیں تیار کی گئیں اور سر مبارک کی قیمت مقرر کی گئی، لیکن یہ سب کچھ آپ کو آپ کے مشن سے نہ ہٹا سکا۔

آپ کو لالچ دیا گیا کہ اگر آپ دین حق کی تبلیغ سے باز آجائیں تو قریش کی امارت آپ کے سپرد ہے۔ اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو آپ کے قدموں میں سیم و زر کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اگر آپ کسی امیر کبیر اور اعلیٰ حسب نسب کی حسین و جمیل عورت سے شادی کے متمنی ہیں تو معزز سے معزز خاندان کی خوبصورت دوشیزائیں آپ کے لئے حاضر ہیں، مگر آپ نے ان تمام انعامات کو ٹھکرا دیا اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

جب کفار کے سرداروں نے آپ کے کفیل ابو طالب کو گھیر لیا اور ان پر ہر قسم کا سخت دباؤ ڈالا اور اس دباؤ سے متاثر ہو کر جب ابو طالب نے آپ سے کہا کہ بھتیجے! اب میں تیرا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، ان اعصاب شکن لمحات میں کائنات کے سب سے بہادر انسان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مخاطب ہو کر کہا:

"چچا جان! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو میں تب بھی حق بات کہنے سے باز نہ آؤں گا۔"

اُحد کے میدان میں جب کفار نے آپ کو گھیر لیا ہے اور آپ پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ ہے، چمکتی ہوئی تلواریں آپ کے خون کی پیاس میں تڑپ رہی ہیں، صحابہ کرامؓ آپ کا تحفظ کرتے ہوئے پروانہ وار کٹ کٹ کر گر رہے ہیں، آپ کی جان سخت خطرے میں ہے، دانت مبارک شہید ہوگئے ہیں، مقدس داڑھی خون سے رنگین ہے، کپڑوں پر نبوت کا خون چمک رہا ہے، اس حالت میں بھی آپ مصلحت انگیز رویہ اختیار نہیں کرتے، آپ کسی بات پر معذرت خواہ نہیں ہیں، کفار سے جان بخشی کی التجا نہیں کرتے، بلکہ آہنی چٹان کی طرح اپنے موقف پر قائم ہیں اور مسلمانوں کو اکٹھا کر کے انہیں ایک نیا عزم اور حوصلہ عطا کر کے کفار پر زبردست حملہ کرتے ہیں اور پھر کفار میدان جنگ سے سرپٹ بھاگتے دکھائی دیتے ہیں۔

یہ آپ کی تربیت کا اعجاز تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دہکتے انگاروں پہ لیٹے ہیں، جسم سے چربی پگھل رہی ہے، لیکن اس حالت میں بھی وہ اپنے ایمان کا اظہار کر رہے ہیں، حضرت خبیبؓ تختۂ دار پہ جھول گئے، لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے۔ حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ کو اذیت ناک طریقے سے شہید کیا گیا، لیکن انہوں نے کفر سے زندگی کی بھیک نہیں مانگی۔ حضرت ابو جندلؓ کو زنجیروں میں

باندھا گیا اور سخت تشدد سے ان کے جسم کو داغا گیا، لیکن انہوں نے اسلام کو داغ مفارقت نہ دیا۔ حضرت امام حسینؓ نے کربلا کے میدان میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا، لیکن یزید کے موقف کی تائید نہ کی۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا فیض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے ٹاٹ لپیٹ دیئے، شاہوں کے تخت چھین لئے، تاج اچھال دیئے، دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیئے، صحراؤں اور جنگلوں کو اپنے برق رفتار گھوڑوں کے ٹاپوں تلے روندڈالا اور عالم کے چہار سو دین حق کی شمعیں روشن کردیں۔ یہ آپ کی بہادری کا اثر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سلطان نورالدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان محمود غزنوی، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا ہوئے، جنہیں مرشد اقبال اپنے قلب کی گہرائیوں سے یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی!
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

☆..........☆

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اگر نمونہ کے طور پر جرأت، ہمت، حوصلہ، عزم اور ثابت قدمی اور موقف کی پاسداری کی مزید چند جھلکیاں دیکھنی ہوں تو دیکھئے:

امام مالکؒ کے بڑھاپے کے ایام ہیں، حکمران وقت نے غیظ میں آکر اس پاکباز انسان کے دونوں بازو کندھوں سے اکھاڑ دیئے ہیں، جسم پہ تار تار لباس ہے، آپ کا منہ کالا کر دیا گیا ہے اور آپ کو مدینہ کی گلیوں میں پھرایا جا رہا ہے، لیکن اس حالت میں بھی آپ راستے میں کھڑے لوگوں کو مخاطب کرکے اپنی حق بات کا اعلان کر رہے ہیں: ''لوگو! زبردستی کی طلاق جائز نہیں۔''

امام ابوحنیفہؒ کا حکمران وقت سے اختلاف ہوتا ہے، وہ آپ کو حوالۂ زنداں کر دیتا ہے، لیکن آپؒ اپنے موقف پر ڈٹے رہتے ہیں، پھر آپ کا جنازہ بھی جیل سے نکلتا ہے، لیکن ظالم کے سامنے آپؒ سرنگوں نہیں ہوتے۔

امام احمد بن حنبلؒ کو ٹکٹکی پر باندھ دیا گیا ہے، جلاد غصہ سے بھرا ہوا ہے، دور سے بھاگ کر آتا ہے اور آپؒ کے جسم پر کوڑے برساتا ہے۔ امام صاحبؒ کا جسم لہولہان ہے، کہتے ہیں کہ وہ کوڑے جو بڑی بے رحمی سے آپؒ کے جسم پر برسے، ان میں سے اگر ایک کوڑا کسی تنومند ہاتھی کو لگتا تو وہ بلبلا اٹھتا، لیکن عزم و ہمت کے پیکر امام احمد بن حنبلؒ خون میں نہائے ہوئے جسم کے ساتھ اس وقت بھی یہ اعلان کر رہے ہیں:

''لوگو! قرآن خدا کی مخلوق نہیں، بلکہ خدا کا کلام ہے۔''

امام ابن تیمیہؒ کو حاکم وقت قید کر لیتا ہے، جیل کی سختیوں اور اذیتوں میں اسلام کا یہ صاحب سیف و قلم سپاہی جان کی بازی ہار جاتا ہے، لیکن حق پہ ثابت قدم رہ کے ایمان کی بازی جیت جاتا ہے۔ غازی علم الدین شہید پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لیتا ہے اور جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو جاتا ہے، لیکن وہ اس اقرار سے نہیں پھرتا: ''میں نے شاتم رسول راجپال کو قتل کیا ہے۔'' غازی میاں محمد شہید تختہ دار پر جھول جاتا ہے، لیکن اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوتا۔

یہ تھا مختصر سا تذکرہ اللہ پاک کے سچے انبیاء بالخصوص سیدالانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بہادر غلاموں کا، جو صرف اللہ سے ڈرتے تھے اور باقی اہل دنیا ان سے ڈرتے تھے۔ اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا اور اس سے مرعوب ہونا ان کی سرشت میں ہی شامل نہ تھا، وہ موت سے عشق کرتے تھے، کیونکہ وہ موت کو پروانہ جنت سمجھتے تھے، وہ دنیا کو مردار سمجھتے اور اس کے طالبوں کو کتے جانتے، انہیں شجاعت محمدی کے چشمۂ صافی کے مصفا پانی کا کمال تھا جسے پینے کے بعد ان کے دلوں سے اہل دنیا کا خوف نکل گیا تھا اور وہ تلوار کی دھار پر بھی حق بات کہنے سے نہ چوکتے۔

عہد غلامی میں جب ہندوستان میں اشارۂ فرنگی پر مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا اور اس نے اعلان کیا کہ اللہ نے مجھے ''محمد رسول اللہ'' بنا کر دنیا میں بھیجا ہے، یعنی میری شکل میں محمد رسول اللہ دوبارہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لائے ہیں، میں عین محمد ہوں، جس نے مجھ کو نہیں پہچانا اس نے محمد کو نہیں پہچانا۔ اس نے کہا کہ میں شیر خدا ہوں، میں اللہ کی تلوار ہوں، میں پوری دنیا کا سپہ سالار ہوں، جو مجھ سے ٹکرائے گا خدائی عذاب اس کو جلا کر بھسم کر دے گا۔

مسلمانان ہندوستان جب اس جھوٹے نبی کے مقابلہ میں نکلے تو مختلف مناظروں اور مقابلوں میں زچ ہو کر اس بناوٹی نبی نے بدزبانی شروع کر دی اور پھر جب اس جھوٹے نبی کی بدزبانی، گالیوں اور پھر غلیظ گالیوں تک پہنچی تو ایک مسلمان مجاہد نے تنگ آکر

عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور منصف مزاج مجسٹریٹ نے جب مرزا قادیانی کو عدالت میں طلب کیا تو عدالت میں داخل ہوتے ہی مرزا قادیانی کا رنگ فق ہوگیا، ہوش وحواس اڑ گئے، جسم پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی جھوٹی نبوت کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ مرزا قادیانی نے عدالت میں گڑگڑاتے ہوئے تحریری معافی نامہ پیش کیا اور عدالت میں دست بستہ زانو شکستہ درخواست کی کہ اس بدزبانی پر مجھے اس مرتبہ معاف کردیا جائے، میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ مرزا قادیانی کا یہ معافی نامہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں موجود ہے اور مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے، معافی نامہ حاضر خدمت ہے۔

نقل اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱:...... میں ایسی پیشگوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جاوے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہو، شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

۲:...... میں اس سے بھی اجتناب کروں گا، شائع کرنے سے کہ خدا کی درگاہ میں دعا کی جاوے کہ کسی شخص کو حقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عتاب الٰہی بنے یا یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ مذہبی میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔

۳:...... میں ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہوں۔

۴:...... میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں، جس سے کہ اس کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے یا اس کے دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کروں گا، جیسا کہ دجال، کافر، کاذب، بطالوی۔ میں کبھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے برخلاف کچھ شائع نہ کروں گا، جس سے اس کو آزار پہنچے۔

۵:...... میں اجتناب کروں گا، مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو مباہلہ کے لئے بلاؤں اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے، نہ میں اس محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو اس بات کے لئے بلاؤں گا کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشگوئی کریں۔

۶:...... میں حتی الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہوسکتا ہے، اس طرح کار بند ہونے کے لئے ترغیب دوں گا، جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر۱،۲،۳،۴،۵ میں اقرار کیا ہے ۲۴/فروری ۱۸۹۹ء۔

دستخط مجسٹریٹ ضلع بحروف انگریزی مسٹر ڈوئی
دستخط بحروف انگریزی کمال الدین پلیڈر

دستخط مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود

صاحبو! یہ کیسا نبی ہے جو مجسٹریٹ کے ماتھے کے شکن دیکھ کر اپنا بیان بدل جاتا ہے، جو مجسٹریٹ کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر اپنی "شریعت" میں ردوبدل کرلیتا ہے، جو جیل کا دروازہ دیکھ کر اپنے فرشتے ٹیچی ٹیچی کی لائی ہوئی پیشگوئیاں سنانا بند کرلیتا ہے، جو مجسٹریٹ کے تیوروں کو دیکھ کر اپنے مباہلوں اور مذاکروں کی دکان بند کردیتا ہے۔ بھائی ڈرتا کیوں نہ گورنمنٹ نے ہی تو نبوت عطا کی تھی اور اگر گورنمنٹ ہی ناراض ہوگئی تو نہ نبوت بچے گی اور نہ نبی!

مزید سنئے!

مرزا قادیانی کہتا ہے:

"میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا، جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔" (مرزا قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت گورداسپور میں مندرجہ اخبار "الحکم" قادیان، ج:۵، نمبر۲۹، منقول از منظور الٰہی، ص:۲۴۸، مصنفہ منظور الٰہی قادیانی)

یعنی قادیانی "نبوت" وہ چھکڑا ہے جس کی مہاریں مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہیں، وہ جب چاہے جہاں چاہے روک لے اور جب چاہے چلادے۔ قادیانی خدا بھی مجبور اور قادیانی نبی بھی مجبور!

مزید سنئے:

"سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا، تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔" (تریاق القلوب، ص:۱۳۰، مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! سنو یہاں تمہارا مرزا قادیانی کیا کہہ رہا ہے؟

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔" (حقیقت الوحی، ص:۱۶۳، مصنفہ مرزا قادیانی)

"جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا، وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار، ص:۸، مصنفہ مرزا قادیانی)

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ، ص:۱۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک!

میرے عزیز بھائی تم کو سلام پہنچے
بعد از سلام میرا تم کو پیام پہنچے

تم کو بہت مبارک کعبہ کی ہو زیارت
قابل ہے رشک کے جو تم کو ملی سعادت

جتنا بھی فخر تم کو محسوس ہو وہ کم ہے
بس میں نہیں کسی کے اللہ کا کرم ہے

اس وقت تم جہاں ہو وہ ہے مقام رحمت
مینھ کی طرح برستی ہے صبح و شام رحمت

ہے ایک کام تم سے میرا اگر کرو تم
بھولوں نہ عمر بھر میں احسان گر کرو تم

مجھ کو بھی یاد رکھنا شام و سحر دعا میں
کعبہ کے پاک در پر عرفات میں منیٰ میں

کوہ صفا پہ چڑھ کر کعبہ ہو جب کہ رخ پر
مروہ کی سیڑھیوں پر مسعیٰ میں رہ گزر پر

منبر کے سائے میں بھی اندر حطیم کے بھی
رکن یمانی چھو کر در پر کریم کے بھی

دیوار سے لگا کر سینے کو ملتزم پر
چل کر مطاف میں پھر رک کر ہر اک قدم پر

پردہ سے تم لپٹ کر آنسو بہا کے کہنا
کعبہ کے پاس در پر سر کو جھکا کے کہنا

بیت عتیق کے رب اپنے کرم کا صدقہ
اور رحمت و محبت بے کیف و کم کا صدقہ

تو نے مجھے بلایا تیرا بہت کرم ہے
ایک اور مضطرب ہے جو مبتلائے غم ہے

بے تاب ہو رہا ہے اس کو بھی تو بلا لے
دنیا سے دل ہٹا کر اپنا ہی تو بنا لے

دن رات جا کے زمزم تم بار بار پینا
میری طرف سے بھی تم دو چار بار پینا

اللہ میری جانب سے بھی طواف کرنا
آنسو جو چند نکلیں نذر غلاف کرنا

ہوگا نویں کو عرفہ رحمت کا روز ہوگا
قلب و زباں میں پیدا جب درد و سوز ہوگا

مولانا سید محمد ثانی حسنی

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"

(انوار الاسلام ص:۳۰ مصنفہ مرزا قادیانی)

"میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷ مصنفہ مرزا قادیانی)

قادیانیو! عدالت میں کچھ، باہر کچھ، مجسٹریٹ سے ڈرنا اور اللہ سے ڈرنا، یہی کردار ہے تمہارے رہبر وراہنما کا، کچھ تو سوچو! آخر ایک دن موت کا مزا چکھنے کے بعد اللہ کے دربار میں حاضری بھی ہونی ہے اور تمہیں جواب بھی دینا ہے۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے انگریزی نبی مرزا قادیانی کی انہی صفات رذیلہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا:

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کے رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

ایک اور مقام پر علامہ مرحوم فرماتے ہیں:

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

☆☆..........☆☆

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی فیصلہ!

محمد فاروق قریشی

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء قومی تاریخ کا معتبر حوالہ ہے، جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے دجال قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ سید المرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں نقب لگانے والے جھوٹی نبوت کے دعویدار غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کفر کے بارے میں پہلے علماء کا شرعی فتویٰ تھا لیکن قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے نے اس فتویٰ کو قانونی حیثیت دے کر آئینی تحفظ فراہم کردیا۔ مرزائی امت اپنے جھوٹے نبی کے بارے میں عوام الناس کو گمراہ کرتی تھی کہ ان کے بارے میں علماء کی رائے محض تفرقہ بازی اور ان کا شوق تکفیر کا مظہر ہے۔ حقیقت حال جاننے کے لئے عام آدمی کے پاس وقت تھا، نہ ہی استعداد اور پھر انگریز کے پروردہ مراعات یافتہ طبقے کی بے کا گی چشم پوشی نے ان کے مشن کو خاص تقویت فراہم کی۔ قادیانی جماعت کے سرکردہ افراد کی اہم مناصب پر تعیناتی نے ان کی راہیں اور کشادہ کردیں کہ سرکاری وسائل پر ملک اور بیرون ملک قادیانی تبلیغی مشن بلاخوف وخطر جاری وساری رہا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو دینی علوم اور اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیمات سے بھی نابلد تھا، ان کی خاص جولان گاہ رہا، عصری علوم کا حامل طبقہ جو علوم دینیہ سے کافی حد تک بے بہرہ ہوتا ہے وہ فتنہ پردازوں اور ملحد عناصر کے لئے آسان شکار اور تختۂ مشق ثابت ہوتا ہے، اسی لئے قادیانیوں نے مذکورہ طبقے کو اپنی ناپسندیدہ سرگرمیوں کا محور بنالیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کے روز سے ہی علماء نے اس کا تعاقب کیا اور اس کی جھوٹی نبوت کے تار پود بکھیر کر رکھ دیئے، لیکن ایک خاص طبقہ جو علماء سے نامانوس اور عدم اعتماد کا شکار ہے اور الحاد وزندقہ اور گمراہی کی معمولی سی لہر کا بھی سامنا نہیں کرسکتا اور خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتا ہے، اس طبقے کے کچھ لوگوں نے قادیانیت کے خلاف علماء کی جدوجہد کو بھی سنجیدہ نہیں لیا۔ محض فرقہ وارانہ مناقشہ سے تعبیر کرتے ہوئے حقیقت سے آنکھیں موند لیں، اسی تساہل پسند، انا پرست اور برخود غلط طبقے کی بناپر انگریز کا خودکاشتہ پودا قادیانیت کے نام سے پروان چڑھتا رہا یہاں تک کہ ملت اسلامیہ کے لئے ناسور بن گیا۔ علماء امت نے ہر موقع پر جعلی نبوت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس کی قباحتوں سے قوم کو خبردار کیا اور گاہے بگاہے عوامی مزاج میں تموج اور قومی حالات ومعاملات میں تلاطم پیدا کئے رکھا لیکن ریاستی اداروں کی بے اعتنائی اور کسی حد تک طرف داری معاملے کو پیچیدگی اور سنگین کرتی رہی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس باب میں جو خدمات انجام دیں وہ قومی تاریخ کا زریں باب ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے سیاسی جدوجہد کو ترک کرکے محض ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کو اپنا نصب العین قرار دیا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی ملک گیر تاریخی تحریک ختم نبوت کے روح رواں حضرت امیر شریعتؒ ہی تھے۔ قوم کے پیروجواں پروانوں کی مانند جاں نثار کرنے کے لئے بے تاب تھے۔ اردو زبان کا سب سے بڑا خطیب اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ ختم نبوت کا پرچم تھامے ملک کے طول وعرض میں قوم کو بیدار کرنے میں مگن تھا۔ ملت کا ہر فرد حضرت امیر شریعتؒ کے لئے گوش برآواز اور کفن بردوش تھا۔ سنسناتی گولیوں میں جوانوں نے سینے کھول دیئے اور سید المرسلین کی ختم نبوت پر قربان ہوگئے۔ کم وبیش دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، ہزاروں زخمی ومعذور اور لاکھوں فرزندان توحید جاں نثاران رسالت قید وبند کی صعوبتوں سے گزرے، مگر افسوس کہ دار ورسن آباد کرنے کے بعد بھی گوہر مقصود حاصل نہ ہوسکا کہ ریاستی طاقت نے قادیانیت کے عفریت کی سرکوبی کی بجائے قوم کو مارشل لاء کا تحفہ پیش کردیا، ریاستی جبر اور سرکار کے ستم نے لوگوں کے حوصلے پست اور امید کی شمع گل کردی۔

بعد ازاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور دیگر علماء کرام کی محنت شاقہ اور شبانہ روز کاوش سے ختم نبوت کا پھریرا لہراتا اور قوم کو گرماتا رہا، لیکن روز سعید نہ آسکا، جس کی مدت ومدید سے قوم منتظر ومتمنی تھی۔ گردش شام وسحر جاری تھی کہ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کا دن طلوع

ہوا۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ جو ٹرین میں سفر کر رہے تھے، پر ربوہ (موجودہ چناب نگر) اسٹیشن پر قادیانیوں نے وحشیانہ حملہ کردیا۔ یہ حملہ گویا قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا۔

حملے کے ردعمل میں پورا ملک اٹھ کھڑا ہوا قوم میں قادیانیت کے خلاف نفرت اور اضطراب تو پہلے سے موجود تھا، لیکن نہتے مسلمان طلبا پر بزدلانہ حملے نے بارود کے ڈھیر کو ماچس دکھادی، ہر قریہ اور ہر نگر میں قادیانیت کے خلاف عوامی نفرت کا لاوا پھٹنے لگا اور پورا ملک شعلۂ جوالا بن گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ تھے، انہوں نے تمام مسالک کی دینی و سیاسی جماعتوں کو متحد کرکے متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دے کر عوامی احتجاج کو منظم شکل دے دی، لوگ جوق در جوق دار و رسن آباد کرنے لگے، لاٹھیوں کی برسات اور گولیوں کو تڑتڑاہٹ بھی عزم جواں کو زیر نہ کرسکیں، قربانی کی لازوال داستانیں رقم ہونا شروع ہوئیں اور قوم قادیانیت کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن گئی۔

حکومت نے پہلے طاقت سے تحریک کو کچلنا چاہا لیکن یہ ۱۹۵۳ء نہیں بلکہ ۱۹۷۴ء کا دور تھا اور قوم بہر حال اس مسئلے کا حل چاہتی تھی۔ ریاستی طاقت عوامی جذبے کے سامنے ڈھیر ہوگئی تو وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فیصلہ کیا کہ مسئلہ اسمبلی میں پیش کردیا جائے۔ قائد حزب اختلاف مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تھے، انہوں نے حزب اختلاف کی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور ایک مشترکہ قرارداد مرتب کی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی یہ قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو پیش کی۔ جس پر محرکین کے طور پر ۳۷ ارکان اسمبلی کے دستخط موجود تھے۔

پارلیمنٹ میں مسئلہ پر بحث آنے کے بعد قادیانی جماعت نے بھی وزیر اعظم اور سیکریٹری قومی اسمبلی کو درخواست دی کہ ہمیں بھی اسمبلی میں اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ قائد ایوان جناب بھٹو نے قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ سے مشاورت کے بعد ایسا کرنے کی اجازت دے دی اور قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی برائے قادیانی ایشو قرار دیا گیا۔ قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد نے اس ''خصوصی کمیٹی'' کے روبرو اپنا بیان پڑھا اس کے بعد ۵ اگست سے مرزا ناصر پر جرح کا آغاز ہوا۔ جرح اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کرتے جبکہ قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ سے مشاورت جاری رہتی۔ مفتی صاحب و دیگر علماء اٹارنی جنرل کو نوٹ کراتے۔ گیارہ دن مرزا ناصر پر جرح کے بعد لاہوری گروپ کے راہنماؤں پر دو دن (۲۷، ۲۸ اگست) جرح جاری رہی۔

مرزائیوں پر جرح کے بعد قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ نے دو دن تک امت مسلمہ کا موقف پیش کیا، جو علماء کا مشترکہ طور پر تیار کردہ تھا۔ بعد ازاں مولانا عبدالحکیم نے مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا مرتب کردہ محضر نامہ ارکان اسمبلی کے گوش گزار کیا۔ تین دن ارکان اسمبلی کے بیان ہوتے رہے اور پھر دو روز میں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے بحث کو سمیٹا، تمام تر کارروائی کے بعد ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا، جس میں اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں (قادیانیوں اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ صادر کیا، جس پر پاکستان کا ہر شہری فخر و انبساط سے سرشار تھا سوائے قادیانی ذریت کے۔

اس تاریخی کامیابی نے ان لوگوں کو مسکت جواب دیا، جن کا خیال ہے کہ علماء کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اکابر علمائے امت کی قیادت موجود تھی، جن کا اخلاص مثالی تھا اور قوم نے بھر پور محنت اور قربانیاں دے کر تحریک میں جان ڈالی تھی، لیکن بے لوث قیادت اور عظیم قربانیوں کے باوجود تحریک اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکی تو اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ علماء کی سیاسی قیادت و قوت نہ تھی۔ حکومت اور پارلیمنٹ میں علماء کا وجود نہ تھا۔ ۱۹۷۴ء میں مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں جمعیت علماء اسلام کے سات ارکان، مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جے یو پی کے سات اور جماعت اسلامی کے تین ارکان دینی نمائندے کے طور پر موجود تھے جبکہ سات ارکان مسلم لیگ کے تھے دوسری طرف نیپ جمعیت معاہدے کے مطابق نیپ کے ممبران جمعیت کے پیش کردہ بل پر ووٹ دینے کے پابند تھے، اس لئے جب اتنی موثر قوت پارلیمنٹ میں موجود تھی تو آزاد ارکان کی شمولیت اور پھر سرکاری ارکان کی حمایت نے معاملہ بہت آسان کردیا۔ علماء کی سیاسی قوت نے تحریک کو توانا کیا، اس لئے علماء نے اسمبلی کے فلور پر اسلام کا مقدمہ بحسن و خوبی لڑا اور کامیاب رہے۔ بلاشبہ اس معاملے میں وزیر اعظم بھٹو، ان کی کابینہ اور سرکاری بنچوں پر بیٹھے ارکان اسمبلی کا کردار بھی قابل فخر ہے لیکن بنیادی بات یہی ہے کہ اگر پارلیمنٹ میں علماء کا وجود نہ ہوتا تو حالات اس ترتیب سے منظم و مرتب نہ ہوتے۔

قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ نے جشن کامیابی کے جلسہ منعقدہ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ بلاشبہ اس کامیابی کا کریڈٹ ارکان پارلیمنٹ کی اسلام دوستی، فرض شناسی اور قومی اتفاق کے علاوہ ان جانبازوں کو جاتا ہے جو اس منزل کی جستجو میں نقد جان ہار گئے اور وہ لوگ جو معذور وزخموں سے چور اور قید و بند کے مراحل سے گزر گئے۔ ۷ ستمبر کا فیصلہ ہر فرد کے دل کی آواز ہے جو ہر سال قوم کو توانا کرتا ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۷ ستمبر ۲۰۱۳ء)

سانحہ ارتحال

مولانا قاری رشید احمد نقشبندیؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری رشید احمد نقشبندیؒ نقشبند کالونی جلال پور پیر والا کے معروف حافظ قرآن ...... کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ بندہ ۱۹۷۰ کی دہائی میں مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں زیر تعلیم تھا۔ ان دنوں مدرسہ ہذا کا طوطی بولتا تھا، مدرسہ کے بانی و مہتمم مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ تھے جو صرف ونحو میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نحو انہوں نے ثانی سیبویہ مولانا غلام رسول پونٹویؒ سے پڑھی تھی۔ جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ملتان ڈویژن ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب میں استاذ الکل کے نام سے مشہور تھے۔ مولانا مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ نحو میں حضرت پونٹوی کے صحیح علمی جانشین تھے۔ تو قاری رشید احمد اپنے بھائی مولانا شبیر احمدؒ کے ساتھ مدرسہ ہذا میں زیر تعلیم رہے۔ بندہ ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا، جبکہ موصوف درجہ عالیہ کے طالب علم تھے۔ اللہ پاک نے ذہانت اور حافظہ بلا کا عنایت فرمایا تھا، ہم طلبا ان سے مختلف اکابرین کی طرز پر تقریر و نعت سنانے کی استدعا کرتے تو موصوف کبھی کبھی ہماری استدعا کو مان لیتے اور متنوع خطبا کی طرز میں تقریر سناتے۔ طبعاً بھولے بھالے تھے تو استاذ محترم نے ان کا نام ''بھولے شاہ'' رکھا ہوا تھا۔

دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ خیر العلماء مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالستارؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہؒ، مولانا محمد صدیق مدظلہ، مولانا منظور احمد مدظلہ جیسے علماء کبار سے درس حدیث کیا اور فراغت کے بعد محکمہ اوقاف میں چلے گئے۔ آواز خوب تھی، محکمہ نے انہیں ''جامع مسجد الصادق'' بہاول پور میں امام مقرر کردیا۔ بعدازاں خطیب اور ڈسٹرکٹ خطیب تک ترقی کی۔

بندہ ۱۹۸۰ء میں رحیم یار خان سے تبدیل ہوکر آیا تو موصوف جامع مسجد الصادق میں امام تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر جامع الصادق کے بالمقابل چوک بازار میں بالا خانے پر تھا، جس کا دروازہ رنگیلا بازار میں کھلتا تھا۔ بندہ جب دفتر میں ہوتا تو نماز ان کی اقتدا میں ادا کرتا۔

بندہ ۱۹۹۰ء میں لاہور چلا گیا، جب بھی بہاول پور آمد ہوتی تو خندہ پیشانی سے ملتے۔

عرصہ دراز سے ''جامع مسجد الصادق'' بہاول پور میں یکم سے ۱۶؍رمضان المبارک تک درس قرآن پاک کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ مجلس کے زعما، مبلغین، مناظرین تشریف لاکر درس دیتے تو موصوف بھی بھی درس دینے والے حضرات کا اعلان خود فرماتے۔

خطابات کے دوران تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بہاول پور کی معروف دینی درس گاہ دارالعلوم مدنیہ میں مولانا غلام مصطفیٰ مرحوم کے زمانہ سے لے کر ایک عرصہ تک ابتدائی درجات سے لے کر فوقانی درجات تک کی کتب پڑھاتے رہے، بہت ذہین انسان تھے۔ دیوان کے دیوان انہیں زبانی یاد تھے۔ اردو، عربی، فارسی اشعار ہزاروں کی تعداد میں یاد تھے۔ عام طور پر خطیب پاکستان مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی طرز پر اپنے خطبات جمعہ، دروس و بیانات میں پڑھ کر لوگوں کے ایمانی جذبات بڑھاتے۔

ایک عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے، علاج و معالجہ بھی جاری رہا، روایتی بے احتیاطی بھی، ہائی شوگر کے باوجود جیب میں کیک رس اور برفی رکھتے۔ شاید ان کے ذہن میں یہ تھا کہ شوگر ہائی ہونے سے آدمی نہیں مرتا، البتہ لو ہونے سے مرجاتا ہے، ان کی بیماری کی خبریں آتی رہیں، جماعتی و تبلیغی اسفار کی وجہ سے حاضری نہ ہوسکی۔

برخوردار قاری ابوبکر صدیق سلمہ جو موصوف کے شاگرد بھی ہیں فون پر اور برادر مکرم پیر جی عبدالرحمن جامی نے میسج کے ذریعہ اطلاع دی کہ قاری صاحب انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بندہ نے برخوردار ابوبکر سے کہا کہ آپ جنازہ میں شرکت کریں، بندہ نے ملتان میں ایک تبلیغی کانفرنس میں وعدہ کیا ہوا ہے نیز آج رات حیدرآباد کا سفر بھی درپیش ہے۔ بہاول پور میں ان کی نماز جنازہ ۷؍ستمبر اڑھائی بجے دوپہر مرکزی عیدگاہ میں ان کے پرانے رفیق اور بہاول پور کے معروف عالم دین مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ نے پڑھائی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مجلس کی نمائندگی مولانا محمد اسحاق ساقی نے کی۔

دوسری نماز جنازہ جلال پور پیر والا میں ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی، امامت کے فرائض ان کے فرزند ارجمند مولانا سلیم الرشید نقشبندی نے سرانجام دیئے اور انہیں ۷؍ستمبر قبل از نماز مغرب جلال پور پیر والا کے ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین یاالٰہ العالمین۔ ☆☆

سالانہ عظمتِ انبیاء کانفرنس، شاہ لطیف ٹاؤن

کراچی (محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لانڈھی ضلع ملیر کے زیر اہتمام سالانہ عظمت انبیاء کانفرنس مورخہ ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب بمقام منگل بازار گراؤنڈ سیکٹر اے۔ اے شاہ لطیف ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔

تلاوت کلام پاک مولانا قاری عطاء الحق نے پیش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیات ونزول اور عیسائیت کے کفریہ عقیدے پر مفصل بیان کیا۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے، آج کل عیسائی ایک عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے کا دعویٰ کرکے اس نبی کی شان اقدس میں توہین کرتے ہیں۔ جس نبی کی برکت سے عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی۔ مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اے عیسائیو! اگر تم کہتے ہو کہ ہم حق پر ہیں تو اپنی ایک بائبل لاؤ جو تحریف شدہ نہ ہو۔ یہ میرا چیلنج ہے، دنیا کے سارے عیسائی مل کر یہ چیلنج پورا نہیں کرسکتے۔ یہ اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت ہے کہ قرآن مجید میں آج تک ایک نقطے کا فرق بھی نہیں آیا، جس طرح آقا ومولیٰ پر نازل ہوا تھا اسی طرح آج تک محفوظ ہے۔ آج پوری دنیا میں قرآن مجید کے علاوہ باقی آسمانی کتب اپنی اصل حالت میں موجود نہیں اور پوری دنیا میں ان کتابوں کا کوئی ایک حافظ بھی نہیں۔

کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز بعد نماز عشاء تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ حافظ محمد یوسف، حافظ محمد فیصل اور مولانا حافظ محمد اشفاق نے اپنی خوبصورت آواز میں حمد ونعت پیش کی۔

اس کے بعد جماعت اسلامی زون الحدید بن قاسم ٹاؤن کے نائب امیر مولانا مفتی ضیاء الرحمن فاروقی نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے کہ: ’’محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ رسول ہیں، اللہ کے اور خاتم النبیین ہیں۔‘‘ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کو اپنے ماں باپ، اور اولاد بلکہ پوری انسانیت سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔‘‘ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، اس کے بعد کسی نئے نبی نے نہیں آنا، قیامت تک ہدایت وراہنمائی ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ملے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ساتھ ساتھ ہم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کو بھی مانتے ہیں۔

مولانا عبدالرزاق ہزاروی نے اپنے بیان میں کہا کہ ۱۹۴۷ء میں یہ ملک بنا، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے اندر لاہور کی سڑکوں کو خون سے رنگین کیا گیا، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں اللہ پاک نے کامیابی نصیب فرمائی اور مرزائیوں وقادیانیوں کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ صرف علماء کا کام نہیں، یہ ہر مسلمان کا کام ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت کا کام کرے۔

جمعیت علماء اسلام سندھ کی شوریٰ کے رکن مولانا قاضی نجیب الرحمن نے بہت ہی خوبصورت انداز میں انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ خالق کائنات نے اس دنیا میں جتنی مخلوقات کو پیدا فرمایا، ان تمام مخلوقات میں اعلیٰ مقام حضرت انسان کو دیا ہے، پھر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انسانوں میں اس کائنات کے اندر سب سے اعلیٰ مقام انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور پھر انبیاء میں سب سے اعلیٰ مقام آخر میں آنے والے تمام نبیوں کے سردار امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے عطا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اس دنیا میں مبعوث ہوئے۔ آج کا مسلمان تمام انبیاء کی نبوت ورسالت کو مانتا ہے، جس طرح مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو کفر سمجھتا ہے اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کو بھی کفر سمجھتا ہے۔

اہلسنت والجماعت کراچی کے سیکریٹری جنرل مولانا تاج محمد حنفی نے اپنے بیان میں کہا کہ تمام انبیاء عظمتوں والے ہیں۔ خالق کائنات نے درجات انسانیت میں انبیاء کو چنا، پھر انبیاء میں سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب فرمایا۔ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو بنایا تو یوں بنایا کہ تمام عظمتوں کی انتہا ہمارے نبی ہیں۔

آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے دور حاضر کے فتنوں کے متعلق علمی بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ حضرات میں اپنے علاقوں میں دین کی طلب اور دین کی فکر ہوگی تو انشاء اللہ! کسی دین دشمن کو یہ جرأت ہی نہیں ہوگی کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خلاف کوئی گستاخانہ آواز اٹھائے۔ آج مرزائی، قادیانی، گوہر

شاہی اور دوسرے غیر مسلم مسلمانوں کے ایمان لوٹنے کے لئے پاگل کتوں کی طرح گھومتے ہیں۔ یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس کام کی طرف بیدار مغزی سے توجہ دیں۔

پروگرام میں شاہ لطیف ٹاؤن وبھینس کالونی کے علماء کرام مولانا عادل محمود، مولانا قاری احسان اللہ اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پروگرام میں نقابت کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لانڈھی ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفی سرانجام دے رہے تھے۔ مولانا قاضی احسان احمد کے دعائیہ کلمات سے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، سرگودھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام چھٹی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس مرکزی عیدگاہ میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے تمام مسالک کے علماء ومشائخ واکابرین اور سیاسی سماجی شخصیات نے شرکت کی، جس میں خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد واساس ہے، مسلمان کبھی بھی اسلام کی بنیاد پر حملہ برداشت نہیں کرسکتا۔ یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ قادیانیوں کو سازش کے تحت ملک کے کلیدی عہدوں پر بٹھایا جارہا ہے، جس میں ملک میں بدامنی کا دور دورہ ہے۔ سیاسی قوتیں گورے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے قادیانیت نوازی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ حکمران ملک پاکستان میں اسلامک آئین سازی کی شقوں کو ختم کرنے کے اسلام دشمن ایجنڈے پر کام کررہے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ پاکستان میں ناموس رسالت کا قانون اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے، پھر بھی آئے روز قانون ناموس رسالت کے خلاف اٹھتی آوازیں ملک میں خونریزی کا باعث بن سکتی ہیں۔ مقررین نے کہا کہ سیاسی جماعتیں اپنی روش بدلیں اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار رہیں۔ چھٹی سالانہ کانفرنس مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کی زیر نگرانی شروع ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری محمد زبیر نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ ہدیہ نعت رسول مقبول ملک کے نامور شاعر وثناخواں مولانا قاسم گجر اور امین برادران نے پیش کی۔ مقررین میں مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا عبدالرؤف چشتی، مولانا عبدالقدوس گجر ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی، سابق قادیانی عرفان محمود برق، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا خواجہ صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عبدالغفور ٹیکسلا، مولانا محمد رمضان ودیگر اکابرین ومشائخ نے شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس، میاں چنوں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ۶ ؍اکتوبر بعد نماز عشاء، جامع مسجد ابو عبیدہ بن جراح میاں چنوں ضلع خانیوال میں ختم نبوت کانفرنس بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوئی، تلاوت قاری عطاء اللہ انور نے کی۔ نعتیہ کلام کشمیری برادران اور غلام رسول ساجد نے پیش کیا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے امیر قاری محمد صفدر جاوید اور نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد فیصل عمران اشرفی نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، پیر طریقت مولانا محمد عبدالماجد صدیقی، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا فیصل عمران اشرفی، مولانا محمود الحسن، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مفتی کفایت اللہ، مفتی عثمان غنی، قاری صفدر جاوید، مولانا محمد اسماعیل، حافظ محمد مغیرہ، حافظ عبدالرشید ودیگر علماء کرام نے خطاب فرمائے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے: مولانا محمد الیاس گھمن

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بھینس کالونی، جامع مسجد مفتی احمد الرحمن میں ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۱۴؍ستمبر بروز ہفتہ منعقد کی گئی، کانفرنس کا آغاز حافظ سلیم کی تلاوت سے ہوا، نعت حافظ محمد اشفاق نے پیش کی۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں بہت تفصیلی انداز میں ''تحریک ختم نبوت اور علماء کرام'' کے کردار پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ آج کی نسل کو بھی ان اکابر کے نقش قدم پر چل کر سنت صدیقی کو زندہ کرنا ہوگا، ورنہ کل بروز محشر پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں سوائے شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ خصوصی بیان وکیل احناف حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے کیا۔ مولانا نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر کلمہ گو مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قادیانیوں کو اعلیٰ پوسٹوں پر نوازا جارہا ہے جو کہ ایک اسلامی ملک کے لئے انتہائی خطرے کی علامت ہے لہٰذا حکومت ہوش کے ناخن لے کر ان مناصب پر صحیح عقائد کے حامل افسران کو براجمان کرے۔ نقابت کے فرائض مولانا حسن راجہ نے ادا کئے۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفی نے آنے والے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور یہ پروگرام عشاء کی نماز سے قبل خصوصی مہمان کی دعا پر ختم ہوا۔

Regd.SS160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486, 4783486